

الحمد لله رب العالمين

عبدالرزاق بھٹراوی حجازی علیہ السلام

مکتبہ امیر المؤمنین رضا کروی وٹو
اولینہ می



الحمد لله رب العالمین

شیخ الحدیث علامہ قاضی

عبدالرزاق بھٹراوی حجازی رحمہ اللہ

مترجم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی

مکتبہ امیر احمد رضا کروی روڈ
راولپنڈی

نام کتاب: مرد اور عورت کی نماز میں فرق احادیث مبارکہ کی روشنی میں

مصنف: محقق العصر شیخ الحدیث علامہ عبدالرزاق بھتر الوی مدظلہ

کمپیوٹر گرافکس: حافظ محمد اسحاق ہزاروی

کمپوزر: حافظ تنویر احمد ہزاروی

تحقیق و تخریج: حافظ طارق حسین

تعداد: ۱۱۰۰

طباعت: بار اول

ضخامت: ۲۳ x ۳۶ / ۱۶

ناشر: مکتبہ امام احمد رضا کیری روڈ راولپنڈی

ملنے کے پتے

✽ جامع مسجد غوثیہ ایف ۶/۱۱ اسلام آباد

✽ جامعہ جماعتیہ مہر العلوم شکریال راولپنڈی

✽ اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی

✽ احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی

✽ مکتبہ امام احمد رضا کیری روڈ راولپنڈی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۶	سجدہ میں اعتدال کا مطلب	۴	پیش گفتار
۲۶	عورت سجدہ زمین سے بل کر کرے	۷	وجہ تالیف
۲۹	مرد اپنے دائیں پاؤں پر بیٹھے	۸	عورتوں کی نماز
۳۰	عورت پاؤں نکال کر یکطرف بیٹھے	۸	بنیادی طور پر فرق کی وجہ یہ ہے
۳۱	نتیجہ واضح ہوا	۹	غیر مقلدین کی دلیل اور ان کا مذہب
۳۱	فقہائے کرام نے بیان فرمایا	۹	غیر مقلدین کی دلیل ناقص
۳۲	مرد کس طرح سجدہ کرے	۱۰	عورتوں کی نماز میں فرق کی بنیادی وجہ
۳۳	تنبیہ	۱۱	مرد کا جماعت سے نماز ادا کرنا واجب
۳۳	عورت کیسے سجدہ کرے	۱۱	عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل
۳۴	عورت کی امامت کا تذکرہ	۱۴	عمر کے زمانے میں عورت کو منع کیا گیا
۳۴	عورت کا مردوں کی امامت کرنا حرام	۱۶	عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی
۳۵	عورت کی صف سب سے پیچھے ہو	۱۶	عورت کا عورتوں کی امامت کرنا
۳۶	مقام توجہ	۱۷	عورتوں کی صفیں پیچھے
۳۶	مرد اذان اور اقامت کہے	۱۸	مرد کا ننگے سر نماز ادا کرنے کا حکم
۳۶	عورت اذان اور اقامت نہ کہے	۱۸	عورت کا ننگے سر نماز ادا کرنا حرام ہے
۳۷	عورت کے بلند آواز قرآن پاک کا مسئلہ	۱۸	مرد نماز میں ٹخنے ننگے رکھے
۳۸	عورت خاندان کی اجازت کے بغیر نقلی روزہ نہ	۱۹	مرد تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کانوں کی لوتک
۳۹	عورت کے حج میں پردے کا لحاظ	۲۰	عورت اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے
۳۹	عورت حج میں قصر کرائے حلق نہ کرائے	۲۱	حدیث پاک سے حاصل فوائد
۴۰	مرد اور عورت کا فرق بطور خلاصہ	۲۲	مرد اور عورت کے ہاتھ اٹھانے کا فرق
۴۱	غیر مقلدین کا انحراف کیوں؟	۲۳	مرد اپنے ہاتھ ناف سے نیچے باندھے
۴۲	مذہب اربعہ	۲۴	عورت ہاتھ سینے (چھاتی) پر رکھے
۴۵	غیر مقلدین کے ورغلانے کا طریقہ	۲۵	مرد سجدہ بلند ہو کر کرے

﴿پیش گفتار﴾

”بسم الله الرحمن الرحيم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد“
 دین اسلام جن پانچ ستونوں پر قائم ہے ان میں ایمان کے بعد نماز کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن کریم کے متعدد مقامات پر کیا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج لامکان پر بلا کر اپنے حبیب ﷺ کو امت کے لیے جو تحائف عطا فرمائے ان میں سے ایک نماز بھی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کے مقام کو آشکار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ”الصلوة معراج المؤمنین“ نماز مومنوں کی معراج ہے“ یہی وہ نماز ہے جو بندے کو رب کائنات کی بارگاہ میں شرف باریابی عطا کرتی ہے۔

پھر نماز پڑھنے والے مختلف انداز سے نماز پڑھتے ہیں اور ان کے مختلف طرق ائمہ عظام کی طرف منسوب ہیں اور ہر امام دعویٰ کرتا ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ”صلوا کما رايتُمونی اصلی“ کے مطابق ہماری نماز ہے۔ امت مسلمہ میں ان اختلافات کا بڑا اضطراب پایا جاتا ہے۔

فقہ اسلامی کے ماخذ و مصادر میں اگرچہ اجماع، قیاس، اقوال صحابہ، مصالح مرسلہ، عرف و عارف، ذرائع اور استحباب حال کی ایک نمایاں حیثیت ہے، مگر قرآن سنت کی کلیدی حیثیت سے انکار بھی ممکن نہیں۔ قرآن مجید قطعی الثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ صاحبان عقل و خرد کی تحقیقات و تدقیقات کے لیے کچھ زیادہ آزمائش نہ بن سکا، لیکن تمام روایات کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة نہ ہو سکنے کی وجہ سے یہ گوشہ ان اصحاب کی مختلف تعبیرات کا محل بنا، اور علمی ذوق رکھنے والے جلیل القدر افراد نے اپنے اپنے علم و فن کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ فکری استعداد کا تفاوت مختلف فیہ نتائج پر منتج ہوا جس کے باعث عبادات و معاملات میں مختلف فکری سامنے آئیں۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی رقم طراز ہیں:
 اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: امام اجل سفیان ابن

عمینہ کا ارشاد ہے ”الحديث مضلة الالفقهاء“ حدیث گمراہ کرنے والی ہے سوائے مجتہدین کے۔ اسکی شرح میں امام ابن الحاج مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”انکی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کبھی ظاہر حدیث سے جو معنی سمجھ آتے ہیں ان پر جم جاتا ہے حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اس شخص کا اطلاع نہیں۔“

اس پر فتن دور میں کچھ حضرات چند اردو کتب پڑھ کر اپنے آپ کو محدث اور جرح و تعدیل کا امام گردانتے ہیں اور دین کا ٹھیکہ ارب سمجھنے لگتے ہیں۔ انہوں نے احناف کی نماز کے خلاف پروپیگنڈہ کر رکھا ہے اور حنفی مسلمانوں کی نماز کو خلاف سنت اور احادیث کے مقابل اماموں کی نماز گردانتے ہیں۔ اور اپنی تنظیم کو ”ہدایت کا گھر“ کہنے والے شریعت عناصر نے یہ طریقہ واردات شروع کر رکھا ہے کہ حنفی عورتوں کو درس قرآن کے نام پر بہلا پھسلا کر ان کو گمراہ کرنے کی ناپاک سازش کی جاتی ہے۔ اور ان سے کہا جاتا ہے:

”نبی ﷺ کا ارشاد ہے ”صلوا کما رايتہمونی اصلی“ کہ تم اسی طرح نماز پڑھو

جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ لہذا تم یہ کیسے سجدہ کرتی ہو کہ

اس طرح تو کتے بیٹھتے ہیں اپنے بازوؤں کو اپنی بغلوں سے دور رکھو“

یہ کہہ کر یہ لوگ اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہیں یا یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ یورپین تہذیب کے دلدادہ ہیں جو عورت کو باپردہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ حالانکہ متعدد احادیث سے ”مرد اور عورت کے نماز میں فرق“ مہر نیم روز کی طرح عیاں ہے۔

اسی قسم کا واقعہ جناب سید عثمان و جاہت صاحب کے اہل خانہ سے پیش آیا۔ ان کو سخت پریشانی لاحق ہوئی۔ اور اسی مسئلے کے تحریر حل کے لیے انکی نگاہیں ملک کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے دین متین کی خدمت کرتے ہوئے متعدد علمائے کرام پر پڑتی ہے۔ بالآخر ان کی نگاہ ایک ایسی شخصیت پر آکر رک جاتی ہے جو کہ عالم بے عدیل، معلم بے مثال، محقق و مدقق، فقیہ و محدث، عالم باعمل، فقیر منش، بناوٹ و تصنع سے حقیقی معنوں میں کوسوں دور، تکبر و غرور کی بیماری

سے مکمل آزاد، ظاہر و باطن کا ایک ہی رنگ، پروقا را سلاف کا اعلیٰ پرتو، دین حق کا بے باک ترجمان، ہمیشہ ادب و احترام کا بھرم رکھنے والی، ائمہ اہلسنت کے علوم کے محافظ ہیں۔ جن کو عبدالرزاق بھٹرا لوی خطاروی مدظلہ العالی سے موسوم کیا جاتا ہے۔

استاذی المکرم نے ان مختلف فیہ مسائل پر اگرچہ اپنی تصنیف ”نماز حبیب کبریا“ میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ تاہم قبلہ شاہ صاحب کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے الگ رسالہ تحریر فرمایا۔

قبلہ استاذی المکرم نے تصنیف تالیف کے میدان میں بہت کام کیا ہے۔ اس وقت اندرون و بیرون ملک آپ کی تقریباً پچاس تصانیف عوام و خواص سے مقبولیت حاصل کر چکی ہیں جن میں تذکرہ الانبیاء، موت کا منظر، تفسیر نجوم الفرقان اور حاشیہ ہدایہ قابل ذکر ہیں۔

اہل سنت کے لیے خوشخبری یہ ہے کہ آپ کا ہدایہ شریف پر حاشیہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکمل ہو چکا ہے، اور اس کی دو جلدیں طباعت سے آراستہ ہو کر منصہ شہود کر آ چکی ہیں اور تفسیر نجوم الفرقان سورۃ المائدہ کی تفسیر تحریر فرما رہے ہیں آٹھ جلدیں چھپ چکی ہیں اور باقی زیر طباعت ہیں۔ اسی طرح ناچیز کی عرض پر شرح معانی الآثار کا خلاصہ بھی تحریر فرما رہے ہیں۔

”مکتبہ امام احمد رضا“ راولپنڈی کا ایک مشہور اشاعتی ادارہ ہے جو عرصہ دو سال میں قبلہ استاذی المکرم کی ایک درجن سے زائد کتب نشر کر چکا ہے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ قارئین حضرات سے عرض ہے ہمارے ادارے ”جامعہ جماعتیہ مہر العلوم“ اور اس کے تحت چلنے والے ”مکتبہ امام احمد رضا“ کے بے دغا فرمائیں کے اللہ تعالیٰ ہمارے اداروں کو ترقی عطا فرمائے اور قبلہ استاذ المکرم کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

ناچیز

حافظ محمد اسحاق ہزاروی

جامعہ جماعتیہ مہر العلوم

راولپنڈی

وجہ تالیف:

”مرد اور عورت کی نماز و عبادات میں فرق“ رسالہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے صاحبزادہ سید عثمان وجاہت چشتی صابری مدظلہ العالی نے فرمایا کہ آجکل غیر مقلدین مرد اور عورت کی نماز کی برابری دے رہے ہیں۔ اسلئے ایک رسالہ تحریر کیا جائے جس میں سلف صالحین کا صدیوں سے جس مسئلہ پر اتفاق آ رہا ہے اسے احادیث سے واضح کیا جائے۔

راقم چونکہ تدریس و تحریر کے کام میں مشغول بھی رہتا ہے اور بیمار بھی۔ اس لئے آپ کے ارشاد پر عمل کرنے میں کچھ دیر ہوگئی ورنہ میں کچھ مسائل ”نماز حبیب کبریا“ میں اور کچھ مسائل ”اسلام میں عورت کا مقام“ میں تحریر کر چکا تھا۔ معمولی توجہ کی ضرورت تھی، رمضان شریف سے پہلے آپ نے پھر یاد دہانی کرائی لیکن رمضان شریف میں پھر سخت بیمار ہو گیا۔ بظاہر موت کے قریب پہنچ گیا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور کچھ حضرات کی دعاؤں سے صحت حاصل ہوئی اب کچھ بیٹھنے اور لکھنے کی ہمت حاصل ہوئی تو سب سے پہلے آپ کے ارشاد پر عمل کیا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اپنی زندگی میں صاحبزادہ صاحب کے ارشاد پر عمل کر سکا۔ اور مجھے امید ہے کہ سنی حنفی عورتیں اور مرد غیر مقلدین کے دام فریب میں نہیں آئیں گے۔ جو طریقہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے آ رہا ہے اسے اب تبدیل کرنے کی ناپاک سازش ہے۔

غیر مقلدین کا دعویٰ بغیر دلیل کے ہے، نہ ہی وہ کوئی آیہ کریمہ پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی حدیث مبارک پیش کر سکتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہو کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں، زبانی دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں۔

آجکل ہدایت دینے کی آڑ میں گمراہی پھیلانے کی بھرپور کوشش جاری ہے لیکن اللہ تعالیٰ اہل علم کے ذریعے ان کی کوشش کو باطل کر رہا ہے۔ ”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ میں سیدھی راہ پر قائم رکھ۔ (آمین ثم آمین)

الحافظ القاضی عبدالرزاق بھٹرا الوی، حطاروی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذى هدانا لهذا الصراط المستقيم والصلاة والسلام على نبينا الرؤف الرحيم وعلى آله واصحابه الذين قاموا على الدين القويم - اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم - بسم الله الرحمن الرحيم O يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا O

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور ان کی جو تم میں سے اصحاب امر ہیں، اگر تمہارا جھگڑا ہو جائے کسی چیز میں تو اسے لوٹاؤ اللہ اور اس کے رسول کی طرف اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان پر قائم ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔ (۱)

آیہ کریمہ کی مکمل وضاحت راقم کی تفسیر نجوم الفرقان میں دیکھئے۔

عورتوں کی نماز:

غیر مقلدین کے نزدیک مردوں اور عورتوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں، ان کا یہ کہنا حقیقت میں بلا دلیل ہے، اس لئے کہ ان کی دلیل ناقص اور حدیث پاک کو نہ سمجھنا ہے۔ احناف کے نزدیک مردوں اور عورتوں کی نماز میں چند وجہ سے فرق پایا جاتا ہے۔

بنیادی طور پر فرق کی وجہ یہ ہے:

کہ عورتوں کے پردے کو ہر مقام پر مد نظر رکھا گیا ہے، جن صورتوں میں عورتوں کی بے پردگی پائی جاتی ہے ان میں مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق کیا گیا ہے۔

احناف کا مذہب بفضلہ تعالیٰ احادیث سے ثابت ہے۔ صرف زبانی دعویٰ نہیں کہ یہ کہہ کر جان چھڑالی جائے کہ مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق پایا جاتا ہے، دلیل کی کیا ضرورت ہے؟ ہم نے کہہ دیا تو ہمارا کہنا کافی ہے۔ نہیں نہیں آئیے ذرا احادیث کی روشنی میں فرق کو دیکھیں پھر انصاف سے فیصلہ کریں کہ حقیقی اہل حدیث کون ہیں اور بناوٹی کون؟

یقینی بات ہے کہ حقیقی اہل حدیث وہی ہیں جو احادیث کے مطابق عمل کرتے ہیں وہ تو بفضلہ تعالیٰ حنفی حضرات ہیں، احادیث پر عمل بھی نہ ہوتا مگر ”اہل حدیث“ یہ تو ایسے ہی ہے کہ نظر آئے نہیں تو نام ہو ”نور جہاں“ کھانے کو روٹی نہ ملے تو نام ہو ”شا جہاں“ اور الف باء آتا نہ ہو لیکن نام ہو ”محمد عالم“ اور ”محمد فاضل“۔

غیر مقلدین کی دلیل اور ان کا مذہب:

غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے عورتوں اور مردوں کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں۔ انہوں نے اپنے مذہب پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ صحیح بخاری کی مشہور حدیث ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”صلوا کما رأیتُمونی اصلی“ پڑھو نماز (اے میری امت) جس طرح دیکھتے ہو تم کہ میں نماز پڑھتا ہوں یعنی ہو، ہو میرے طریقہ کے مطابق سب عورتیں اور سب مرد نماز پڑھیں۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیناف، اور عورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں اور مرد کوئی اور یہ دین میں مداخلت ہے۔ یاد رکھیں کہ تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے تک عورتوں اور مردوں کیلئے ایک ہیئت اور شکل کی نماز ہے، سب کا قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ، استراحت قعدہ اور ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ذکر و اناث (یعنی مردوں اور عورتوں) کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بتایا۔ (۱)

غیر مقلدین کی اپنے موقف پر دلیل ناقص ہے:

اصل اس کی وجہ حدیث پاک کو نہ سمجھنا ہے، کیونکہ جس حدیث کو مرد اور عورت کی نماز میں فرق نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اس میں مرد اور عورت کی نماز کی برابری کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ حقیقت میں اس حدیث پاک میں خطاب ہی مردوں کو ہے۔ وہ بھی باجماعت نماز کا ذکر ہے، آئیے حدیث پاک کو سمجھئے:

حضرت مالک بن نویرؓ اور ان کے رفقاء کو نبی کریم ﷺ نے اس وقت یہ ارشاد

فرمایا جبکہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے ساتھ نمازیں ادا کرتے رہے، اور جب وہ واپس جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”صلوا کما رایتہمونی اصلی“ تم نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث پاک میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں، پھر اس حدیث پاک میں صحت کی حالت میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے، مرض کی حالت میں کھڑے نہ ہونے کی طاقت پر بیٹھ کر نماز پڑھنے، اور بیٹھنے کی طاقت نہ ہونے پر لیٹ کر نماز پڑھنے، اور رکوع و سجود کی طاقت نہ ہونے پر اشارہ سے نماز پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں۔

لہذا اس حدیث پاک میں تمام اُمت کے ہر فرد خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو کا کوئی ذکر نہیں، پھر یہ بھی ذکر نہیں کہ جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو جو میں نے حالت صحت میں ادا کی تم حالت مرض میں بھی اسی طرح ادا کرنا، دین میں مداخلت تو حدیث پاک کا مطلب غلط بیان کرنے سے ہوتی ہے، حدیث پاک کا مطلب صحیح بیان کرنے اور دوسری احادیث سے عورتوں کی نماز کا مردوں کی نماز سے فرق ثابت کرنا عین دین ہے، دین کو تبدیل کرنا نہیں اصل بات یا جہالت ہے یا بے دینی۔

عورتوں کی نماز میں فرق کرنے کی بنیادی وجہ:

اصل بنیادی وجہ یہ ہے کہ عورت کے پردے کا لحاظ کیا گیا ہے جہاں جہاں پردے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے وہاں وہاں خود نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے فرق واضح ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”المرأة عورة“ (۱) عورت چھپانے والی چیز ہے۔ مطلب واضح ہے کہ عورت کے پردے کا لحاظ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز محبوب نہیں لیکن بندہ اپنی طاقت کے مطابق شرم و حیاء کرے: ایک شخص کے پاس کپڑا موجود ہو پھر وہ بغیر کسی عذر کے ننگے نماز ادا کرے تو اس کا ننگے حال میں نماز ادا کرنا حرام ہے، یعنی مخلوق سے بھی باپردہ ہو کر نماز ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح

(۱) جامع ترمذی از عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی باب الرضا ص ۳۰ ج ۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

رب کائنات سے بھی حجاب کرنا لازم ہے، اگرچہ رب تعالیٰ کے سامنے کپڑے حجاب تو نہیں لیکن بندہ اپنی طاقت کے مطابق شرم حیا کا لحاظ کرتے ہوئے حجاب کرے، ننگے نماز ادا کر کے بے شرم و بے حیا نہ بنے۔

اسی طرح عورت کیلئے بھی ضروری ہے کہ جن کاموں میں پردے کا لحاظ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے عورت کی نماز کا فرق بیان کیا ہے، اس کے مطابق نماز ادا کرے مخلوق سے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی طاقت کے مطابق پردہ کر کے شرم و حیا کو حاصل کر کے، احادیث سے انحراف کر کے بے شرم و حیا نہ بنے۔

مرد کا لوگوں سے مل کر جماعت سے نماز ادا کرنا واجب ہے:

❁ ”عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ والذى نفسى بيده لقد هممت ان آمر بحطب فيحطب ثم آمر بالصلوة فيؤذن لها ثم آمر رجلا فيؤم الناس ثم أخالف

الى رجال وفي رواية لا يشهدون الصلوة فأحرق عليهم بيوتهم“ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز کا حکم دوں، پھر اذان کہی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے، پھر میں لوگوں کے گھروں کا چکر لگاؤں۔ ایک روایت میں ہے جو لوگ نماز میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھروں کو جلا دوں۔

عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے:

❁ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ صلاة المرأة في بيتها افضل من صلوتها في

حجرتها و صلوتها في مخدعها افضل من صلوتها في بيتها“ (۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اس کے بیت میں افضل ہے نسبت اس کے حجرہ کے اور عورت کی نماز کمرے کے اندر کمرہ میں بہتر ہے نسبت اس کے بیت کے۔

(۱) بخاری و مسلم واللفظ للبخاری مشکوٰۃ باب الجماعة و فصلها ص ۹۵ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۲) ابوداؤد و مشکوٰۃ باب الجماعة و فصلها ص ۹۶ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

تنبیہ:

بیت سے مراد وہ کمرہ ہے جس میں عورت سوتی ہے، یقیناً اس میں پردے کا لحاظ زیادہ ہوتا ہے۔ اس میں سونے کے اوقات میں گھر کے دوسرے افراد یعنی بچے وغیرہ بھی بغیر اجازت کے نہیں جاسکتے حجرہ سے مراد عام کھلا کمرہ ہے ”مخدع“ سے مراد کمرے کے اندر بند کمرہ ہے، جسے ہماری پنجابی میں پڑ کوٹھڑی یا اگلی کوٹھڑی کہتے ہیں۔

اس حدیث پاک سے بھی واضح ہوا کہ عورت کے پردے کا لحاظ زیادہ کیا گیا ہے، اسی لئے جتنا زیادہ پردہ دار کمرہ ہوگا، اتنا ہی زیادہ افضل ہوگا کہ عورت اس میں نماز پڑھے۔

عن أم سلمة عن رسول الله ﷺ أنه قال خير مساجد النساء قعر بيوتهن (۱)
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی بہتر مسجد گھر کا اندرونی حصہ ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی واضح ہوا کہ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے، جماعت سے نماز ادا کرنا افضل نہیں۔

اعتراض: عورتوں کو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے سے روکنا نہیں چاہئے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت دینے کا حکم فرمایا:

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ لا تمنعوا نساءكم المساجد وبيوتهن
خير لهن (۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو، ان کے گھر ان کیلئے بہتر ہیں۔

اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ عورتوں کو مساجد سے روکنا منع ہے، بلکہ ان کو اجازت دینے کا حکم دیا گیا ہے، تم کس لئے روکتے ہو، اور کہتے ہو کہ عورتیں مساجد میں جماعت سے نماز ادا نہ کریں۔

(۱) مسند احمد بن حنبل ص ۲۹۷ ج ۶ مطبوعہ بیروت

(۲) ابوداؤد و مشکوٰۃ باب الجماعۃ و فصلھا ص ۹۶ ج ۱ مطبوعہ مکتبۃ امدادیہ ملتان

جواب: مقررہ نے جو حدیث پیش کی ہے اسی سے واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت تھی لیکن اس وقت بھی عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا ہی بہتر تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کو پھر سے غور سے پڑھو اور سمجھو کہ حدیث پاک کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ”لا تمنعوا نساءکم المساجد“ تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو۔

حدیث پاک کے اس جملہ سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ مطہرہ میں عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت تھی لیکن اس وقت بھی گھروں میں عورتوں کا نماز ادا کرنا افضل تھا۔ آئیے حدیث پاک کے دوسرے جملہ کو عقل و شعور سے پڑھئے آپ کا ارشاد گرامی روز روشن کی طرح جگمگا رہا ہے ”و بیوتہن خیر لهن“ ان کے گھر ان کیلئے بہتر ہیں۔ آئیے ایک اور حدیث پاک سے یہی مسئلہ سمجھیں:

❁ ”عن أبی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال لولا ما فی البیوت من النساء والذریۃ اقامت صلوۃ العشاء وأمرت فتیانہی یحرقون ما فی البیوت بالنار“ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں خود عشاء کی نماز پڑھاتا اور نوجوانوں کو حکم دیتا کہ (جماعت میں نہ آنے والوں کو) گھروں میں جمع ان کے مال و متاع کے جلادیں۔

اس حدیث پاک سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ مردوں کو جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، اسی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہونے والوں پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان کو جلادینے کی شدید وعید فرمائی، یعنی سخت دھمکی دی۔

عورتوں کو صرف جماعت میں حاضر ہونے کی اجازت دی، عورتوں کا جماعت سے نماز ادا کرنا واجب نہ تھا ورنہ نبی کریم ﷺ صرف بچوں کا ذکر کرتے عورتوں کا ذکر نہ کرتے۔ یوں ارشاد فرماتے اگر گھروں میں بچے نہ ہوتے تو میں خود عشاء کی نماز پڑھاتا اور نوجوانوں کو حکم دیتا کہ (جماعت میں نہ آنے والوں کو) گھروں میں جمع ان کے مال و متاع کے جلادیں۔

لیکن نبی کریم ﷺ نے عورتوں کا تذکرہ فرما کر کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے
الغ واضح فرمادیا کہ عورتوں کا حکم اور ہے اور مردوں کا حکم اور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عورتوں کو مساجد میں آنے سے منع کر دیا گیا:

❁ ”عن عائشة قالت لو أدرك رسول الله ﷺ ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما
منعت نساء نبي إسرائيل“ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر رسول اللہ ﷺ ان چیزوں کو پاتے جو عورتوں نے
ایجاد کر لی ہیں تو آپ ان کو مساجد سے منع فرماتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔

❁ ”ما أحدث من الزينة والطيب وحسن الثياب ونحوها“ (۲)

عورتوں کی نئی چیزوں پر عمل سے مراد زینت، خوشبو اور اچھے اچھے کپڑے وغیرہ ہیں۔
یعنی عورتوں نے ان چیزوں پر اسی طرح عمل شروع کر دیا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ
میں نہیں تھیں۔

❁ وقال التيمي فيه دليل على انه لا ينبغي للنساء ان يخرجن الى المساجد اذا أحدث
في الزمان الفساد۔ (۳)

تیمی رحمہ اللہ نے فرمایا اس میں دلیل ہے اس پر کہ عورتوں کیلئے لائق نہیں کہ وہ مساجد
کی طرف جائیں جبکہ زمانہ میں فساد پیدا ہو جائے۔

واضح ہوا کہ غیر مقلدین کا عورتوں کو مساجد میں آنے پر زور دینا سوائے فساد کے کچھ بھی
نہیں کہاں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں عورتوں کی زیب و زینت وغیرہ اور کہاں
ہمارے زمانے کی عورتوں کی زیب و زینت، گریبان کھلے، بازو ننگے، سر ننگے، کپڑے باریک
جس سے جسم ننگا نظر آتا ہے، پاؤڈر، سرخی وغیرہ۔

پہلے مخلوط تعلیم کے ادارے اور مخلوط ملازمت کے دفاتر دیکھ لئے جائیں، پھر مساجد میں

(۱) بخاری باب خروج النساء الى المساجد

(۲) عمدة القاری از علامہ یعنی رحمہ اللہ

(۳) کرمانی

عورتوں کو بلانے کا فیصلہ کیا جائے۔

ہاں! البتہ ایک فائدہ نظر آتا ہے کہ او با ش قسم کے نوجوان بس شاپوں پر کھڑا ہونے کے بجائے مساجد کا رخ کر لیں گے کہ حسن کے مناظر، حسن کی پیکر کی زیارت مسجد میں ہی ہو جائے گی، لیکن اس سے مساجد کا احترام اٹھ جائے گا۔

”وعن ابن مسعود قال ما صلت امرأة خیر لها من قعر بیتها الا ان یکون المسجد الحرام ومسجد النبی ﷺ الا امرأة تخرج فی منقلبها یعنی خفیها“ (۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی عورت کی نماز کمرے کے اندرونی حصہ سے زیادہ بہتر نہیں سوائے مسجد حرام اور مسجد نبوی کے مگر یہ کہ وہ اپنے موزے پہن کر نکلے۔ اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بغیر عورت کا اپنے گھر کے کمرہ کے اندر نماز پڑھنا بہتر ہے، اور مسجد حرام اور مسجد نبوی میں باپردہ ہو کر پاؤں میں موزے پہن کر جائے۔

❁ ”عن ابی عمر الشیبانی أنه رأى عبد الله يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة ويقول آخر جن الى بيوتكن خير لكن“ (۲)

ابو عمر الشیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بیشک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکلنے ہوئے دیکھا تو آپ نے کہا تم گھروں میں چلی جاؤ تمہارے لئے یہی بہتر ہے، اس حدیث کی سند کے متعلق کہا گیا ہے ”وقال الہیثمی رجالہ موثقون“ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے فرمایا اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

❁ عن عبد الله بن سويد الانصاري عن عمته أم حميد امرأة أبي حميد الساعدي انها جاءت النبي ﷺ فقالت يا رسول الله اني أحب الصلوة معك قال قد علمت أنك تحبين الصلوة معي وصلوتك في بيتك خير لك من صلوتك في حجرتك وصلوتك في حجرتك خير لك من صلوتك في دارك وصلوتك في دارك خير لك من صلوتك في مسجدی“ (۳)

(۱) المعجم الكبير للطبرانی ج ۹ ص ۳۳۹، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۲، باب خروج النساء، ان ما به

(۲) المعجم الكبير للطبرانی ج ۹ ص ۳۴۰، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۵، باب خروج النساء، ان ما به

(۳) مسند احمد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ج ۶ ص ۳۷۱ مطبوعہ بیروت

عبداللہ بن سوید انصاری رضی اللہ عنہ اپنی پھوپھی ام حمید سے روایت کرتے ہیں کہ ابو حمید ساعدی کی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ میں پسند کرتی ہوں آپ کی معیت (اقتداء) میں نماز ادا کروں۔ آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز ادا کرنا پسند کرتی ہو، لیکن تمہارا اپنے سونے کے کمرہ میں نماز ادا کرنا نسبت عام کمرے کے نماز ادا کرنے سے بہتر ہے، اور تمہارا کمرے میں نماز ادا کرنا نسبت گھر کے صحن کے نماز ادا کرنے سے بہتر ہے، اور گھر کے صحن میں تمہارا نماز ادا کرنا بہتر ہے نسبت اس میری مسجد میں ادا کرنے کے۔

مذکورہ احادیث مبارکہ سے نتیجہ واضح ہوا:

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کا مسجد میں آکر نماز ادا کرنا جائز تھا۔ لیکن اس وقت بھی عورتوں کیلئے بہتر یہی تھا کہ وہ اپنے گھروں میں نماز ادا کریں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مکمل طور پر مساجد میں آنے سے منع کر دیا گیا۔

عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی:

یہ واضح بات ہے کہ مرد ”عورتوں اور مردوں“ کا امام بن سکتا ہے، اگرچہ عورت کا مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر نہیں تاہم عورت اگر مسجد میں آجائے، پردے کا انتظام ہو، جماعت سے نماز پڑھے اور امام نے نیت کر لی ہو کہ میں عورتوں کا بھی امام ہوں تو عورت کی نماز ہو جائے گی۔ لیکن عورت کسی صورت میں بھی مردوں کی امامت نہیں کر سکتی، اس پر اجماع امت ہے۔

❁ ”والذکورة خرج به المرأة فلا يصح اقتداء الرجل بها“ (۱)

امام کیلئے مذکر ہونے کی قید پر جب اتفاق ہے تو واضح ہو گیا کہ عورت امام نہیں بن سکتی، لہذا مرد کی اقتداء عورت سے صحیح نہیں۔

عورت کا عورتوں کی امامت کرنا:

”عن ربيعة الحنفية ان عائشة أمتهم وقامت يمينهن في صلاة مكتوبة“ (۲)

(۱) طحاوی شرح معانی الفلاح از علامہ طحاوی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۳۹۱ مطبوعہ مکتبہ خورشید کراچی

(۲) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۴۱، باب المرأة تؤمر النساء

حضرت رابطہ حنفیہ بیان کرتی ہیں کہ بیشک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نماز پڑھائی تو وہ فرض نماز میں ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔

”عن حبیہ بنت حصین قالت أمتنا ام سلمة فی صلوة العصر فقامت بیننا“ (۱)
حبیہ بنت حصین کہتی ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

تنبیہ:

عورت کا عورتوں کی جماعت کرنا بھی صرف جواز کی حد تک ہے، لیکن کراہت سے خالی نہیں۔ اسلئے کہ عورت اگر درمیان میں کھڑی ہو تب بھی اس کی امامت مکروہ ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ مقتدیوں کے آگے ہو کر نماز پڑھائی ہے۔ اور عورت کا آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

”هو زیادة الكشف و حرمتها ظاهرة لقوله تعالى ولا یبدین زینتھن الا ما ظہر منها“ (۲)
عورت کے آگے کھڑے ہونے میں بے پردگی ہوگی، جس کی حرمت قرآن پاک سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہے۔

❁ ”وبکرہ تحریم جماعۃ النساء ولو فی التراویح یعنی ان الکراہۃ فی مثل ما تشرع فیہ جماعۃ الرجال فرضاً او نفلاً“ (۳)

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ وہ نماز تراویح ہی کیوں نہ ہو، یعنی جہاں مردوں کی امامت جائز ہوگی خواہ فرض ہوں یا نفل یعنی کسوف، استسقاء وغیرہ وہاں عورتوں کا امامت کرنا مکروہ ہوگا۔

عورتوں کی صف مردوں کی صف کے پیچھے ہوگی:

- (۱) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۰ ابواب المرأة تؤم النساء
- (۲) الکفایۃ بحوالہ جواہر السنۃ از شیخ الحدیث علامہ عبدالرزاق بقر الوی مدظلہ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
- (۳) در مختار، شامی

وَيَصِفُ الرِّجَالَ ثُمَّ الصَّبِيَّانَ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِهَيْبَتِي مِنْكُمْ أُولَئِكَ الْأَحْلَامُ
والنَّهْيُ ثُمَّ الَّذِينَ يُلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يُلُونَهُمْ“ (۱)
پہلے مردوں کی صف ہو، پھر نابالغ بچوں کی، پھر عورتوں کی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے
فرمایا میرے قریب عاقل و بالغ کھڑے ہوں، پھر جوان کے قریب ہیں (یعنی بچے) پھر
جوان کے قریب ہیں یعنی عورتیں۔

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ خير صفوف الرجال أولها وشرها آخرها
وخير صفوف النساء آخرها وشرها أولها“ (۲)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کی بہتر صف پہلی ہے اور
آخری بہتر نہیں۔ عورتوں کی آخری صف بہتر ہے اور پہلی شر پر مبنی ہے۔

مرد کا سر سے ننگے نماز ادا کرنے کا حکم:

اگر کوئی شخص سستی سے نماز ننگے سر ادا کرتا ہے تو اس کو ایسا کرنا اچھا نہیں، لیکن نماز ادا ہو
جائے گی، ہاں البتہ کوئی شخص دین کی علامات کو حقیر سمجھے اور سر کو ڈھانپنا حقیر سمجھ کر چھوڑے تو اس
کیلئے شدید وعید پائی گئی ہے، علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اس کیلئے کفر کا خطرہ ہے۔

عورت کا ننگے سر نماز ادا کرنا حرام ہے:

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ لا تقبل صلاة حائض الا بخمار۔ (۳)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالغ عورت کی نماز
نہیں قبول کی جاتی سوائے سر کے ڈھانپنے کے۔

مرد نماز میں ٹخنے ننگے رکھے:

اگر ٹخنے تکبر کے طور پر ڈھانپ کر رکھے تو مکروہ تحریمی ہے اور تکبر نہ ہو عادت کے طور پر
یاستی کی وجہ سے شلوار و چادر ڈھٹکی رہے اور ٹخنے ڈھانپے ہوئے ہوں تو مکروہ تنزیہی
ہے۔ حدیث مسلم میں ”خيملاء“ کا لفظ صراحتہ موجود ہے، اسی لئے شارح مسلم علامہ نووی رحمہ

(۱) ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ہدایہ ص ۱۵۱ از شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا

(۲) سنن نسائی از امام نسائی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۹۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

(۳) رواہ ابوداؤد، الترمذی، مشکوٰۃ باب الستہ ص ۳۷ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

اللہ نے یہی دو وجہ بیان کی ہیں۔

عورت نماز میں ٹخنے اور پاؤں کا اوپر والا حصہ ڈھانپ کر رکھے:

✽ وعن ام سلمة انها سألت رسول الله ﷺ اتصلي المراقبة في درع وخمار ليس عليها ازار قال اذا كان الدرع سابغا يغطي ظهور قدميها۔ (۱)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا عورت نماز قیص اور دوٹے میں ادا کر لے جب اس کے پاس تہبند نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا جب کہ اس کی قیص مکمل ہو تو وہ اپنے قدموں کے ظاہر حصہ کو ڈھانپ لے، تاہم ٹخنے ڈھانپنا عورت کیلئے واجب اور قدم کا ظاہر حصہ ڈھانکنا مستحب ہے۔

مرد تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں کی لوتک اٹھائے:

”عن عاصم عن وائل بن حجر ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه یحاذی ویوازی بہا شحمة اذنیہ“ (۲)

عاصم وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھ کانوں کی لو کے برابر اٹھائے تھے۔

✽ عن عبد الجبار بن وائل عن أبيه أنه ابصر النبي ﷺ حين قام الى الصلوة رفع يديه حتى. كانتا بحمال منكبيه وحاذى ابها ميه اذنيه ثم كبر“ (۳)

عبد الجبار بن وائل ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا کہ آپ کے ہاتھ کندھوں کے برابر تھے اور ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کے برابر تھے، پھر آپ نے تکبیر کہی۔ یہ ابوداؤد کی روایت مکمل کیفیت کو جامع ہے، اسی کے مطابق علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

✽ وما صفة الرفع فالمشهور من مذهبنا ومذهب الجماهير أنه يرفع يديه حذو منكبيه بحيث يحاذي اطراف اصابعه فروع اذنيه وابها ماہ شهمتي اذنيه وراحتاه منكبيه فهذا

(۱) رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ باب السترج ۱ ص ۷۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ بلتان

(۲) مسند امام اعظم ص ۲۷ مرتب حافظ محمد عبدالانصاری رحمہ اللہ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ بلتان

(۳) ابوداؤد باب رفع الیدین واسنن الکبریٰ ص ۲۵ ج ۲

معنی قولہم حذو منکبہ وبہذا جمع الشافعی رحمہ اللہ بین روایات الاحادیث“ (۱)

حضرت امام ابوالحسن احمد بن سيار نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں کے اٹھانے میں ہمارا اور جمہور اہل علم کا مشہور مذہب یہ ہے کہ ہاتھوں کو کندھوں تک اس طرح اٹھائے کہ اپنی انگلیوں کو کانوں کے اوپر حصہ کے برابر کرے اور انگوٹھوں کو کانوں کی لوتک اور ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر کرے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانے کا یہی مطلب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی روایات میں تطبیق اس طرح دی ہے۔

آسان لفظوں میں یوں سمجھا جائے کہ جن صحابہ کرام نے مردوں کو کندھے تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں کا ذکر کیا جنہوں نے کانوں کی لوتک ہاتھ اٹھانا بیان کیا انھوں نے آپ کے انگوٹھوں کا ذکر کیا، اور جنہوں نے کانوں کے اوپر ہاتھ اٹھانے کا ذکر کیا انہوں نے آپ کی انگلیوں کا ذکر کیا ہے۔

عورت تکبیر تحریمہ میں اپنے ہاتھ سینہ (چھاتی) تک اٹھائے:

﴿سَمِعْتُ عَطَاءَ سَنَلٍ عَنْ الْمَرْأَةِ كَيْفَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ حَذَوْتُ يَدَيْهَا﴾ (۲)

میں نے عطاء سے سنا ان سے عورت کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کس طرح

اٹھائے؟ تو انہوں نے کہا وہ اپنے پستانوں کے برابر (چھاتی کے برابر) اٹھائے۔

تنبیہ: ابوبکر ابن ابی شیبہ بخاری و مسلم وابن ماجہ وغیرہ کے شیخ ہیں۔ تقریباً بیس احادیث بخاری نے اور تقریباً اسی احادیث مسلم نے اور تین سو کے قریب ابن ماجہ نے ان سے روایات کی ہیں۔

﴿قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَتَشِيرُ الْمَرْأَةَ يَدَيْهَا كَالرِّجَالِ بِالتَّكْبِيرِ قَالَ لَا تَرْفَعُ بِذَلِكَ يَدَيْهَا كَالرِّجَالِ

وَأَشَارَ فَخَفَضَ يَدَيْهَا جَدًّا وَجَمَعَهُمَا إِلَيْهِ جَدًّا وَقَالَ إِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرِّجَالِ﴾ (۳)

میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ کیا عورت تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں سے

اس طرح اشارہ کرے گی (یعنی اس طرح ہاتھ اٹھائے گی) جیسے مرد کرتے ہیں؟ انہوں نے

(۱) نووی شرح مسلم از امام نووی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۸۸۸ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ طب اکیڈمی ملتان

(۳) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۳۷ حدیث ۵۰۶۶ باب تکبیر المرأة بعد سجدة وقيام المرأة وكونها وبجودها، مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۷۰ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ طب اکیڈمی ملتان

کہا عورت مردوں کی طرح ہاتھ نہیں اٹھائے گی اور انہوں نے خود اس طرح وضاحت کی اپنے ہاتھوں کو بہت پست اٹھایا اور ان کو اچھی طرح چھاتی پر رکھا اور فرمایا کہ عورت کے ہاتھ اٹھانے یا باندھنے کی وہ صورت نہیں جو مردوں کی ہے۔

حدیث پاک سے حاصل ہونے والے فوائد:

(۱) حدیث پاک کے راوی عطاء بن رباح ہیں جو مشہور تابعی ہیں ان کے متعلق شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں۔

✽ ”وعطاء ابن ابی رباح امام مطلق فی الحدیث“ عطاء بن ابی رباح حدیث میں مطلق امام ہیں۔ (۱)

✽ ”قول التابعی الكبير الذی ظهر فقوا فی زمن الصحابة حجة عندنا كالصحابی“ (۲) تابعی کبیر کا قول جس کا فتویٰ صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی ظاہر ہو وہ ہمارے نزدیک اسی طرح حجت ہے جیسے صحابہ کرام کا قول حجت ہے۔

بلکہ غیر مقلدین کے امام ابن قیم نے کہا:

✽ ”فداختلف السلف فی ذلك فمنهم من قال يجب اتباع التابعی فیما أفتی به ولم یخالفه فیہ صحابی ولا تابعی وهذا قول بعض الحنابلة والشافعية وقد صرح الشافعی فی موضع بأنه قاله تقلید العطاء وهذا من کمال علمه وفقهه“

تحقیق اختلاف ہے سلف صالحین کا کہ تابعی کے قول کی اتباع ضروری ہے یا نہیں، بعض حضرات نے کہا کہ تابعی کے فتویٰ کی تابعداری واجب ہے جبکہ کسی صحابی اور تابعی نے اس کی مخالفت نہ کی ہو، یہ قول بعض حنابلہ اور شافعیہ کا ہے، اور تحقیقاً امام شافعی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ عطاء رحمہ اللہ کی تقلید واجب ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم تھے اور فقیہ تھے۔

(۲) حدیث شریف میں ”جمعہما الیہ جدا“ کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ انہوں

نے ہاتھ اٹھاتے وقت پست رکھے اور اپنے سینے سے ملائے کہ اس طرح عورت ہاتھ

اٹھائے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ہاتھ بہت پست اٹھائے پھر ان کو اپنے سینے پر کامل طریقہ سے جمع کیا اور ملایا۔

راقم نے ترجمہ میں یہ دوسرا مطلب لیا ہے، جس سے دونوں مسئلے سمجھ آ گئے کہ عورت اپنے ہاتھ سینے کے برابر اٹھائے اور سینے پر ہی باندھے۔

(۳) اس حدیث پاک میں اور پہلے جو حدیث بیان ہوئی اس میں عورت کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے جس سے غیر مقلدین کا دعویٰ باطل ہو گیا کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ خاص طور پر اس مذکور حدیث پاک کے یہ الفاظ ”وقال ان للمرأة هيئة ليست للرجل“ عورت کو ہاتھ اٹھانے میں جو کیفیت حاصل ہے وہ مرد کی طرح ہاتھ اٹھانے کی نہیں، بہت واضح طور پر ثابت کر رہے ہیں کہ عورت اور مرد کی نماز کا طریقہ ایک نہیں۔ بلکہ کئی جگہ پر فرق موجود ہے۔

مرد اور عورت کے ہاتھ اٹھانے کا بہت واضح فرق حدیث پاک سے:

عن وائل بن حجر قال قال لي رسول الله ﷺ يا وائل بن حجر اذا صليت فاجعل

يديك حذاء أذنك والمرأة تجعل يدها حذاء ثدييها“ (۱)

وائل بن حجر فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے وائل بن حجر! جب تم نماز ادا کرو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاؤ، اور عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے پستانوں (چھاتی) کے برابر اٹھانے۔

عن الأوزاعي عن الزهري قال ترفع يدها حذو منكبيها“ (۲)

حضرت اوزاعی حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عورت اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھائے، مرد کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اس کے انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہوں۔

عن عبد ربه بن سليمان بن عمير قال رأيت أم الدرداء ترفع يديها في الصلوة حذو منكبيها“ (۳)

عبد ربہ بن سلیمان بن عمیر فرماتے ہیں میں نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ

(۱) مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ ج ۲ ص ۱۰۳، کنز العمال ج ۷ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ فی المرأة اذا افتتحت الصلوٰۃ الی این ترفع یدہا ج ۱ ص ۲۷۰، ملتان

(۳) جزء رفع الیدین للامام البخاری ص ۷۶ جالہ ثقات، اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۸۲

اپنے ہاتھ نماز میں کندھے کے برابر اٹھاتی تھیں۔

ابھی تک جو احادیث بیان کی گئی ہیں، ان سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ مرد تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانے میں اور عورت کے ہاتھ اٹھانے میں فرق ہے۔

مرد اور عورت کی نماز میں فرق نہ ہونے کا دعویٰ احادیث مبارکہ کے خلاف ہے۔

نماز میں مرد اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھے:

”عن أبي معشر عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة“ (۱)
ابو معشر حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر
نماز میں ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

✽ اخبرنا حجاج بن حسان قال سمعت ابا مجلز وسألته قال قلت كيف يضع باطن
يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلها اسفل من السرة“ (۲)
حجاج بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز کو کہتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں میں نے کہا
نماز میں کس طرح ہاتھ باندھے جاتے ہیں؟ آپ نے کہا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا اندورنی
حصہ بائیں کے اوپر والے حصہ پر رکھیں اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں۔

✽ ”عن علي قال من سنة الصلوة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرة“ (۳)
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سنت یہ ہے کہ (نمازی) اپنے ہاتھوں کو ہاتھوں پر رکھیں اور
ناف کے نیچے رکھیں۔

✽ ”عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال رأيت النبي ﷺ يضع يمينه على شماله
في الصلوة تحت السرة“ (۴)

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں
اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر ناف کے نیچے رکھا۔

(۱) مصنف ابن ابی حنیہ ج ۱ ص ۴۲۷ باب وضع اليمين على الشمال مطبوعه طيب اكيڈي ملتان

(۲) حوالہ مذکورہ

(۳) حوالہ مذکورہ

(۴) رواہ ابن ابی شیبہ واسنادہ صحیح، آثار السنن از علامہ محمد علی نبوی رحمہ اللہ ص ۱۴۸ مکتبہ حسینیہ گوجرانوالہ

✽ ”عن أبي جحيفة ان علياً قال من السنة وضع الكف على الكف في الصلوة تحت السرة“ (۱)

ابو جحیفہ کہتے ہیں بیشک حضرت علیؑ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی کے اوپر ناف کے نیچے رکھے۔

✽ عن عليؑ قال ثلاثة من اخلاق الانبياء تعجيل الافطار وتأخير السحور ووضع الاكف تحت السرة في الصلوة“ (۲)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں تین چیزیں انبیاء کرام کی عادات میں سے روزہ جلدی افطار کرنا، اور سحری کے کھانے میں تاخیر کرنا اور ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا۔

✽ ”عن ابن ابي وائل قال قال ابوهريرةؓ اخذ الاكف على الاكف في الصلوة تحت السرة“ (۳)

حضرت ابن ابی وائل کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ کر ناف کے نیچے ہاتھ رکھے جائیں۔

تنبیہ:

اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق راقم کی کتاب ”نماز حبیب کبریاء“ میں دیکھیں۔

عورت ہاتھ سینے (چھاتی) پر رکھے:

✽ عن عطاء بن أبي رباح قال تجتمع المرأة يديها في قيامها ما استطاعت“ (۴)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں عورت اپنے قیام کی حالت میں جتنا ہو سکے اپنے ہاتھوں کو ملائے۔

مطلب بہت واضح ہے کہ ہاتھوں کو سینے پر جمع کر کے رکھے تاکہ اس کے پردے کا لحاظ پایا جائے۔

(۱) ابوداؤد نسہ ابن الاعرابی ج ۱ ص ۲۸۰، بیہقی ج ۲ ص ۳۱ مسند احمد مطبوعہ بیروت

(۲) من کنز العمال علی مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۰

(۳) ابوداؤد نسہ ابن الاعرابی ج ۱ ص ۲۸۰

(۴) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۳۷

عن ابن جریج عن عطاء قال تجتمع المرأة اذا ركعت ترفع يديها الى بطنها وتجمع ما استطاعت فاذا سجدت فلتضم يديها اليها وتضم بطنها وصدرها الى فخذها وتجمع ما استطاعت“ (۱)

ابن جریج عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ عورت جب رکوع کرے تو خوب سمت کر رہے اپنے ہاتھوں کو اپنے پیٹ (کے اوپر چھاتی) تک اٹھائے، اور جتنی طاقت رکھے سمٹ کر رہے اور جب سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے ساتھ ملائے، پیٹ اور سینے کو رانوں سے ملائے اور جتنی طاقت رکھے سمٹ کر سجدہ کرے۔

ابھی تک یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ مرد اپنی نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے اور عورت اپنے ہاتھ سینے (چھاتی) پر باندھے اور خوب جسم سے ہاتھوں کو چمٹا کر رکھے۔
مرد سجدہ بلند ہو کر کرے:

”وعن ميمونة قالت كان النبي ﷺ اذا سجد جأفي بين يديه حتى لو ان بهمة ارادت ان تمر تحت يديه مرت بهذا لفظ أبي داود كما صرح في شرح السنة باسناده ولمسلم بمعناه قالت كان النبي ﷺ اذا سجد لوشاء بهمة ان تمر بين يديه لمرت“ (۲)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) دور رکھتے یہاں تک کہ آپ کے ہاتھوں کے نیچے سے بکری کا بچہ گزرنا چاہتا تو گذر جاتا۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت میمونہ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کے ہاتھوں کے درمیان سے گذرنا چاہتا تو گذر جاتا۔

عن البراء بن عازب قال قال رسول الله ﷺ اذا سجدت فضع كفك وارفع مرفقك“ (۳)

(۱) مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۱۳۷

(۲) مشکوٰۃ باب السجود وفضله ج ۱ ص ۸۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب السجود وفضله ج ۱ ص ۸۲ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھو، اور اپنی کہنیوں کو اٹھا کر رکھو۔

مرد سجدہ میں اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھائے:

✽ وعن انس قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اعتدلوا فی السجود ولا یبسط احدکم ذراعیه ابسطا الکلّب“ (۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ میں اعتدال رکھو کوئی شخص تم میں سے اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔

سجدہ میں اعتدال کا مطلب:

✽ الاعتدال فی السجود ان یستوی فیہ ویضع کفہ علی الأرض ویرفع المرفقین عن الأرض وبطنہ عن الفخذین“ (۲)

سجدہ میں اعتدال کا یہ مطلب ہے کہ سجدہ میں برابری رکھے اور ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے اور کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھے اور پیٹ کو رانوں سے ہٹا کر رکھے۔

عورت سجدہ زمین سے مل کر کرے:

عن یزید بن أبی حبیب أنه رضی اللہ عنہ مر علی امرأتین تصلیتان فقال اذا سجدتما فضمیا بعض اللحم الی بعض فان المرأة لیست فی ذلك کالرجل لأنها عورة مستورة“ (۳)
یزید ابن حبیب فرماتے ہیں بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے قریب سے گزرے وہ نماز ادا کر رہی تھیں تو آپ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو بعض گوشت کو بعض سے ملاؤ، بیشک عورت اس میں مرد کی طرح نہیں اسلئے کہ عورت پردہ اور چھپانے کے قابل ہے۔

✽ عن علی قال اذا سجدت المرأة فلتحتفز ولتضم فخذیها“ (۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عورت جب سجدہ کرے تو بہت سمٹ کر سجدہ کرے اور

(۱) بخاری و مسلم، مشکوٰۃ باب السجود وفضله حوالہ مذکورہ

(۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از علامہ علی قاری رحمہ اللہ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ بلقان

(۳) رواہ ابو داؤد فی مراسیلہ باب ماجاء فی من نام عن الصلوٰۃ السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۲۲۳

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ باب المرأة کیف تكون فی سجودھا ج ۱ ص ۳۰۲ مطبوعہ طیب اکڈمی بلقان

رانوں کو آپس میں ملائے۔

عن مغيرة عن ابراهيم قال اذا سجدت المرأة فلتضم فخذيهما ولتضع بطنها عليهما“ (۱)
مغیرہ روایت کرتے ہیں ابراہیم نخعی سے کہ انہوں نے کہا عورت جب سجدہ کرے تو اپنی
ران (پیٹ سے) ملا لے اور پیٹ کو ران پر رکھے۔

عن مجاهد أنه كان يكره ان يضع الرجل بطنه على فخذيه اذا سجد كما تضع
المرأة“ (۲)

مجاہد سے مروی ہے کہ مرد کیلئے یہ مکروہ ہے کہ سجدہ میں اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر رکھے
جیسا کہ عورت (اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر) رکھتی ہے۔

عن ابراهيم قال اذا سجدت المرأة فلتلزم بطنها بفخذيهما ولا ترفع عجزها
ولا تجافي كما يجافي الرجل“ (۳)

حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے
ملا لے اور اپنی سرین کو زیادہ اٹھائے نہیں، اعضاء کو ایک دوسرے سے دور نہ رکھے جیسے
مرد دور رکھتا ہے۔

عن يزيد بن حبيب عن بكير بن عبد الله بن اشبع عن ابن عباس أنه سئل عن
صلوة المرأة فقال تجتمع وتحفز“ (۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورت کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا
عورت اپنے اعضاء کو ملا کر اور خوب سمٹ کر سجدہ کرے۔

تنبیہ:

عن قوله ابراهيم النخعي حجة عندنا اذا لم يخالف قول الصحابي فما فوقه“ (۵)
حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا قول ہمارے نزدیک حجت (دلیل) ہے جبکہ صحابی کا قول اس

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ باب المرأة كيف تكون في سجودها ج ۱ ص ۳۰۲ مطبوعہ طب اکیڈمی ملتان

(۲) حوالہ مذکور

(۳) ایضاً

(۴) ایضاً

(۵) مقدمہ اعلاء السنن ص ۱۳۲

کے مخالف نہ ہو۔

”عن ابراهيم النخعي كانت تؤمر المرأة ان تضع ذراعها وبطنها على فخذيها ولا تتجافى كما يتجافى الرجل لكي لا ترفع عجزيتها“ (۱)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اپنی کلائیوں کو بچھا کر رکھے اور اپنے پیٹ کو رانوں پر رکھے اور مردوں کی طرح اپنے پیٹ کو رانوں سے دور نہ رکھے۔ اور اپنی سرین کو اٹھا کر نہ رکھے۔

”عن الحسن وقتادة قال اذا سجدت المرأة فتنضم ما استطاعت ولا تتجافى لكيلا ترفع عجزيتها“ (۲)

حضرت حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب عورت سجدہ کرے تو جتنی اسے طاقت ہو اس کے مطابق وہ اپنے اعضاء کو ملا کر رکھے اور اپنے اعضاء کو ایک دوسرے سے دور نہ رکھے تاکہ وہ اپنی سرین کو اٹھا کر نہ رکھے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ اذا جلست المرأة في الصلوة وضعت فخذاها على فخذاها الأخرى فاذا سجدت الصقت بطنها في فخذيها كأستر ما يكون لها وان الله تعالى ينظر إليها ويقول يا ملائكتي اشهد كم اني قد غفرت لها“ (۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت نماز میں بیٹھ جائے تو اپنی ران کو دوسری ران پر رکھے تو جب سجدہ کرے تو پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملائے یہ اس کیلئے زیادہ پردہ ہے بیشک اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ تحقیق میں نے اس کی بخشش کر دی۔

فائدہ:

اس حدیث پاک سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ عورت بیٹھتے ہوئے (یعنی قعدہ اور جلسہ

(۱) مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۷ باب تکبیر المرأة بیديها وقيام المرأة وركوعها ووجوها

(۲) مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۳۷

(۳) بیہقی ج ۲ ص ۲۳۳، کنز العمال ج ۷ ص ۵۳۹ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

میں) بھی ران کو ران سے ملائے اور سمٹ کر بیٹھے اور سجدہ میں بھی پیٹ کو ران سے ملائے، خوب سمٹ کر بیٹھے، اور سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ عورت سجدہ سمٹ کر کرے، اپنے پردہ کا لحاظ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کی بخشش کرتا ہے۔

پتہ نہیں غیر مقلدین عورت کو مرد کی طرح سجدہ کرنے پر کیوں زور دیتے ہیں، کیا وہ اسے بے پردہ بنانے پر خوش ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عورت سے راضی نہ ہو اور اس کی بخشش نہ کرے، کیا یہ عورت کو دین سکھایا جا رہا ہے یا مصطفیٰ کریم ﷺ کا باغی بنایا جا رہا ہے؟
مرد قعدہ میں اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے:

مسلم شریف کی ایک طویل حدیث جو ابوالجوزاء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اس میں نبی کریم ﷺ کے قعدہ اور جلسہ کی وصف یوں بیان کیا گیا۔

❁ وکان یفرش رجله اليسرى وينصب رجله اليمنى“ (۱)

نبی کریم ﷺ بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دائیں کو کھڑا کرتے۔

ابوداؤد اور نسائی اور احمد نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کیا اس میں یہ ذکر ہے:

❁ أنه نظر الى رسول الله ﷺ يصلي فوجد ثم جلس فافتش رجله اليسرى ونصب اليمنى“ (۲)

انہوں نے (حضرت وائل بن حجر نے) رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو

انہوں نے سجدہ کیا پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھایا اور دائیں کو کھڑا کیا۔

مسند احمد میں رفاعہ بن رافع سے مروی ہے:

“انه عليه الصلوة والسلام قال للأعرابي فاذا رفعت رأسك فاجلس على رجلك اليسرى“

رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی کو فرمایا جب تم اپنا سر اٹھاؤ تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھو۔ (۳)

نسائی کی ایک روایت حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ اس میں یوں مذکور ہے:

(۱) صحیح مسلم جلد اول ص ۱۹۵، ۱۹۴ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) سنن نسائی جلد اول بحوالہ جواہر السنایہ ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا دارالپنڈی

(۳) مسند احمد بحوالہ جواہر السنایہ ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا دارالپنڈی

❁ أنه قال من سنة الصلوة ان تنصب القدم اليمنى واستقبله باصابعها القبلة والجلوس على اليسرى“ (۱)

بیشک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ دائیں قدم کو کھڑا کیا جائے اور اس کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب کیا جائے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔

عورت قعدہ اور جلسہ میں اپنے پاؤں کو ایک طرف نکال کر بیٹھے:

”عن منصور عن ابراهيم قال تجلس المرأة من جانب في الصلوة“ (۲)

حضرت منصور حضرت ابرہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ عورت ایک جانب ہو کر بیٹھے۔

یعنی عورت قعدہ میں پاؤں کو ایک طرف نکال کر زمیں سے سرین ملا کر بیٹھے، اس میں اس

کا زیادہ پردہ ہے۔

❁ عن خالد بن لجلاج قال كن النساء يؤمرن ان يتربعن اذا جلسن في الصلوة ولا يجلسن في الصلوة ولا يجلسن جلوس الرجال على اورا كهن يتقى على المرأة مخافة ان يكون منها الشئ“ (۳)

خالد بن لجلاج سے مروی ہے کہ عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ چوکڑی مار کر بیٹھیں (یعنی زمین سے سمٹ کر بیٹھیں) مردوں کی طرف اپنی سرین کو پاؤں پر رکھ کر نہ بیٹھیں، عورت کو مردوں کی طرح بیٹھنے سے روکنے کی وجہ یہ تھی کہ عورت کا کوئی مقام ظاہر نہ ہو۔

یعنی پردہ کا لحاظ تھا کہ وہ جتنا زیادہ زمین سے سمٹ کر بیٹھے گی اتنا زیادہ اس میں پردہ کا لحاظ ہوگا کہ وہ جتنا زیادہ زمین سے سمٹ کر بیٹھے گی اتنا ہی زیادہ پردہ کھلے گا جو درست نہیں۔

❁ حدثنا محمد بن أبي بكر عن ابن جريج قال قلت لعطاء تجلس المرأة في مثلنا على شقها الأيسر قال نعم قلت هو أحب إليك من الأيمن قال نعم قال تجتمع جالسة ما استطاعت قلت تجلس جلوس الرجل في مثلنا أوتخرج رجلها اليسرى من تحت أليتها قال لا يضرها أي ذلك جلست اذا اجتمعت۔ (۴)

(۱) مسند احمد بحوالہ جواہر اسنا یہ حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ باب فی المرأة کیف تجلس فی الصلوة ج ۳ ص ۳۰۴ الطیب اکیڈمی ملتان

(۳) حوالہ مذکورہ

(۴) ایضاً

ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے کہا (کیا) عورت ہماری طرح بائیں طرف بیٹھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا بائیں طرف بیٹھنا مجھے پسند ہے نسبت دائیں طرف پر بیٹھنے کے انہوں نے کہا ہاں بیٹھے لیکن جتنی طاقت رکھے اتنی ہی سمٹ کر مجتمع ہو کر بیٹھے، میں نے کہا مردوں کی طرح بیٹھے جیسے ہم بیٹھے ہیں؟ یا اپنا بائیاں پاؤں سرین کے نیچے سے باہر نکال کر بیٹھے؟ انہوں نے کہا کوئی ضرر نہیں، البتہ بیٹھے مجتمع ہو کر یعنی سمٹ کر بیٹھے۔

نتیجہ واضح ہوا:

کہ مقصد عورت کے پردے کا ہے وہ اپنی طاقت کے مطابق جتنا بھی ہو سکے اپنے اعضاء کو اعضاء سے ملا کر زمین سے لپٹ کر بیٹھے، خواہ یہ مقصد اسے مردوں کی طرح بیٹھنے سے حاصل ہو، یا چوکنڑی مار کر بیٹھنے سے حاصل ہو، یا سرین کو زمین پر رکھنے اور پاؤں کو باہر نکالنے سے حاصل ہو۔ جب احادیث مبارکہ سے یہ واضح ہو گیا کہ عورت زیادہ سمٹ کر، اعضاء کو اعضاء سے ملا کر، زمین سے لگ کر سجدہ کرے اور بیٹھے، تو انسان کو رب تعالیٰ نے عقل و شعور دیا ہے وہ غور کرے کیا عورت کے بیٹھنے میں سب سے زیادہ پردہ اس صورت میں نہیں جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے متبعین نے بیان کی ہے؟ کہ عورت سرین پر بیٹھے اور پاؤں کو باہر نکال نکال لے یقیناً یہی صورت بہتر ہے۔

جو وجہ احادیث سے سمجھ آئی وہی فقہاء کرام نے بھی بیان کی ہے، جلیل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقہ حدیث کے مخالف علم کا نام ہے، یہ سراسر غلط بیان اور نادانی ہے، حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے استنباط (مسائل نکالنا، حاصل کرنا) کئے ہوئے مسائل ہی علم فقہ ہے جو بعینہ قرآن پاک اور حدیث پاک کے موافق ہے، مخالف نہیں۔

فقہاء کرام نے بیان فرمایا:

”فان كانت امرأة جلست على اليتها اليسرى وأخرجت رجلها من الجانب الأيمن

لأنه استرلها“ (1)

اگر اگر عورت نماز ادا کر رہی ہو تو وہ اپنی سرین کے بائیں حصہ کے بل بیٹھے اور اپنے پاؤں کو دائیں طرف باہر نکال لے کیونکہ اس میں عورت کیلئے پردہ زیادہ پایا جاتا ہے۔

خدارا! انصاف کریں کیا یہ فقہ کی عبارت احادیث مذکورہ کے موافق نہیں؟ جب یقیناً احادیث کے مطابق ہے تو یہ واویلا کیوں کہ یہ مسئلہ تو فقہ سے ثابت ہے، احادیث سے ثابت نہیں تف جلا ہو تمہاری عقل پر، جہلاء لوگ جاہلوں کو ہی دھوکا دے سکتے ہیں، علماء اللہ کے فضل و کرم سے ان کے شر سے محفوظ ہیں۔ انہیں وہ ورغلا نہیں سکتے۔

❀ ”ویرفع یدیه حتی یحاذی با بھامیہ شحمة أذنیہ“ (۱)

مرد تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہوں،

❀ والمرأة ترفع یدیهما حذاء منکبھما هو الصحیح لأنہ أسترلھا“ (۲)

عورت تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھ کندھے کے برابر اٹھائے، یہی صحیح ہے کیونکہ اس میں عورت کے پردہ کا لحاظ کیا گیا ہے،

(قوله لأنه أسترلھا) ای لأن رفع یدیهما حذو منکبھما للمراة لأن مبنی أمرھا علی الستر“ (۳)

ماتن کا یہ کہنا کہ اس میں عورت کا پردہ پایا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کا اپنے ہاتھوں کو کندھے کے برابر اٹھانا عورت کیلئے پردہ ہے، وجہ یہی ہے کہ عورت کو پردے کا حکم دیا گیا ہے۔ آئیے اس مسئلہ کو بھی احادیث جو ماقبل مذکور ہیں سے دیکھئے خود بخود سمجھ آئے گا کہ فقہ میں وہی مسائل مذکور ہیں جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں۔

مرد سجدہ کس طرح کرے؟

❀ (ویددی ضبعیہ) لقوله علیه الصلوة والسلام وابدأ ضبعیک ویروی وأبدمن

الابداد وهو المدو الأول من الابداء وهو الاظهار (ویجأ فی بطنه عن فخذیه) لأن

(۱) الهدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۱۵ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۲) الهدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۱۶ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۳) ایضاً

عليه الصلوة والسلام كان اذا سجد جأني حتى ان بهمة لوارادت ان تمر بين يديه لمرت وقيل اذا كان في صف لا يجأني كيلا يؤذي جاره“ (۱)

اپنے بازوؤں کو دور رکھے، ایک روایت ”أبد“ ذکر ہے جو ابداد سے لیا ہوا ہے جس کا معنی ہے اظہار، کہ بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے ظاہر کر کے رکھے۔ مطلب اس کا بھی یہی ہے کہ پہلوؤں سے ہٹا کر رکھے، کیونکہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے یہاں تک کہ جب بکری کا بچہ آپ کے ہاتھوں کے درمیان سے گزرتا چاہتا تو گزر جاتا۔ ہاں! البتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب صف میں ہو تو پھر بازوؤں کو پہلوؤں سے بہت دور نہ رکھے تاکہ ساتھ والے نمازی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

تنبیہ:

غیر مقلدین تعداد میں قلیل ہیں اس لئے صف میں بھی پاؤں پھیلا کر کھڑے ہوتے ہیں اور صف میں سجدہ کرتے ہوئے بھی بہت ہی ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے ہیں، تاکہ تھوڑے آدمیوں سے صف بھر جائے۔

پھر وہ اپنی قلت کو ختم کرنے کیلئے ان لوگوں کو حرام کا مرتکب بناتے ہیں جو تین طلاقیں دیتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں نہیں واقع ہوئیں بلکہ ایک ہی طلاق واقع ہو، تم میاں بیوی ہو بس تمہارا رجوع ثابت ہے۔ جاہل لوگ بھی خوش ہو کر کہ اس جاہل مولوی نے میری حرام بیوی کو مجھ پر اپنے فتویٰ سے حلال کر دیا ہے۔ وہ تین طلاقیں دینے والے جہلاء غیر مقلد بن جاتے ہیں آہستہ آہستہ یہ اپنی کمی کو اس طرح کچھ زیادہ کر رہے ہیں کہ ہماری تعداد کچھ زیادہ نظر آئے خواہ لوگ زندگی بھر حرام کاری کے مرتکب ہوں۔

عورت کیسے سجدہ کرے:

❦ (والمرأة تنحفض في سجودها وتلزم بطنها بفخذيه) لأن ذلك أستر لها (۲)

عورت سجدہ کرتے وقت پست ہو جائے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر رکھے کیونکہ

(۱) الهدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۲۹ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۲) الهدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۳۰ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

اس میں اس کیلئے پردہ ہے۔

آئیے اس مسئلہ کو بھی ماقبل بیان کی ہوئی احادیث کی روشنی میں دیکھیں تو پتہ چل جائے گا کہ فقہاء کرام نے جو مسائل بیان کئے ہیں وہ احادیث سے ہی حاصل کئے ہیں۔

عورت کی امامت کا تذکرہ فقہاء کرام نے یوں بیان کیا ہے:

❦ (ویکرة للنساء ان یصلین وحدهن الجماعة) لأنها لا تخلو عن ارتکاب محرم وهو قیام الأمام وسط الصف فیکرة کالعراة (وان فعلن قامت الأمام وسطهن) لأن عائشة فعلت كذلك وحمل فعلها الجماعة علی ابتداء الاسلام ولأن فی التقدم زیادة الكشف۔ (۱)

عورتوں کیلئے مکروہ ہے کہ وہ اکیلے جماعت سے نماز ادا کریں، اسلئے کہ ان کا یہ فعل حرمت (مکروہ تحریمی) کے ارتکاب سے خالی نہیں کیونکہ ان کی امام درمیان میں کھڑی ہوگی، کیونکہ ان کی امام درمیان میں کھڑی ہوگی کیونکہ یہ مکروہ ہے جیسے ننگے لوگوں کا ننگا امام درمیان کھڑا ہوتا ہے، ان کی امامت بھی مکروہ ہے۔ اگر عورتیں جماعت کرائیں تو ان کی امام درمیان میں کھڑی ہو، کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کرائی تو آپ درمیان میں کھڑی ہوئیں۔ آپ کا یہ فعل ابتداء اسلام میں تھا (ورنہ مطلقاً عورتوں کی امامت مکروہ ہے) اور عورت درمیان میں کھڑے ہو کر عورتوں کی امامت کرائے کیونکہ اس کے اگے ہونے میں پردہ نہیں رہتا، بلکہ وہ منکشف رہتی ہے۔ آئیے اس مسئلہ کو بھی ماقبل احادیث کی روشنی میں دیکھئے منصف مزاج شخص کہے گا کہ فقہاء کرام نے یہ مسئلہ بھی احادیث مبارکہ سے ہی حاصل کیا ہے۔

عورت کا مردوں کی امامت کرنا حرام ہے:

❦ (ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بأمرأة) لقوله علیه الصوة والسلام أخرهن من حیث أخرهن الله فلا یجوز تقلیدہا“ (۲)

(۱) الهدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۳۸ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
(۲) الهدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۵۰ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

مرد عورتوں کی اقتداء نہیں کر سکتے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ عورتوں کو مؤخر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مؤخر کیا ہے۔

(یہ حدیث مصنف عبد الرزاق میں مذکور ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے) اس حدیث پاک سے سمجھ آیا کہ عورتوں کو امامت کیلئے مقدم کرنا جائز نہیں البتہ مرفوع حدیث سے بھی یہ مسئلہ واضح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

❁ ”الخمر جماع الاثم والنساء حبالۃ الشیطان والشباب شعبة من الجنون“ (۱)
شراب کئی گنا ہوں کا جامع ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں، اور جوانی پاگل پن کا حصہ ہے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی امامت کیلئے آگے کرنے میں فتنہ ہے اس مسئلہ کو بھی پہلے بیان کی ہوئی احادیث سے دیکھیں تو روز روشن کی طرح نکھر کر سامنے آجائے گا کہ یہ مسئلہ بھی احادیث سے ثابت ہے۔

عورت کی صف مردوں اور بچوں سے پیچھے ہو:

❁ (و یصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء) (۲)

پہلے مردوں کی صف ہو، پھر بچوں کی پھر عورتوں کی۔

اس مسئلہ پر دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے۔ جو مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بیان کی ہے۔

❁ ”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلمنی منکم اولو الاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم“ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب عاقل بالغ کھڑے ہو، پھر وہ جوان کے متصل ہیں (یعنی بچے) پھر وہ جوان سے ملنے والی (عورتیں)۔

(۱) نصب الراية بحوالہ جوار السانیه از شیخ الحدیث علامہ بھتر الوی مدظلہ ص ۱۵۰ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا

(۲) الهدایہ از ابوالحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۵۱ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۳) ایضاً

اب غور فرمائیں کہ ہر مسئلہ کو فقہاء کرام نے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کے دلائل سے پیش کیا ہے۔

مقام توجہ:

امامت، سجود اور قعود میں عورت کا مرد سے فرق جب ظاہر ہو گیا اور اس کی وجہ بھی معلوم ہو گئی کہ اصل میں عورت کے پردے کی وجہ سے ہی یہ فرق ہے۔ تو جہاں جہاں بھی ممکن ہوا تو فرق کر دیا گیا۔ عورت تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کانوں تک نہ اٹھائے کیونکہ اس کے بازو زیادہ کھل جائیں تو اس کی بے پردگی پائے جائے گی، لیکن عورت جب اپنے ہاتھ کندھے تک بمشکل اٹھائے گی تو اس کا پردہ برقرار رہے گا، اسی طرح عورت جب ہاتھ باندھتے وقت اپنے ہاتھ پستانوں پر رکھ کر باندھے گی تو اس کا زیادہ پردہ ہوگا۔

﴿اور کئی عبادات میں عورت کا مرد سے فرق﴾

مرد اذان اور اقامت کہے:

کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اور کئی صحابہ کرام نے اذان کہی اور اقامت کہی۔

عورت اذان نہ کہے اور نہ ہی اقامت کہے:

﴿و كذلك المرأة تؤذن﴾ معناه يستحب ان يعاد ليضع على وجه السنة“ (۱)
اسی طرح عورت جب اذان کہے تو اس اذان کو لوٹنا مستحب ہے تاکہ سنت کے مطابق اذان ادا ہو جائے۔

﴿واذان المرأة لا يقع عني وجه السنة لانها ان رفعت صوتها ارتكبت حراما وان خففت اخلت بالمقصود﴾ (۲)

عورت کی اذان سنت کے مطابق نہیں پائی جاتی، کیونکہ اگر وہ بلند آواز سے اذان کہے تو

(۱) الهدایہ از ابوالحسن حلی بن ابی بکر الفرجانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۰۳ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا دارالپنڈی

(۲) جواہر السنہ حلی حاشیہ علی ”الهدایہ از امام محمد باقر الخوئی مدظلہ ص ۱۰۳ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا دارالپنڈی

اس کا بلند آواز سے اذان کہنا حرام ہے (کیونکہ اس کی آواز میں پردہ ہے) اور اگر وہ آہستہ آواز میں اذان کہے تو مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا۔

کیونکہ اذان کا مقصد تو لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع دینا ہے اسی لئے مؤذن اپنی انگلیاں کانوں میں کرتا ہے تاکہ آواز اور زیادہ بلند کرے۔ اسی طرح عورت اقامت نہیں کہہ سکتی، اس مسئلہ میں اجماع علماء ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ غیر مقلدین نے بھی ابھی اتنی ترقی نہیں کی کہ وہ عورت کی اذان اور اقامت کو جائز قرار دے دیں۔

عورت کا مردوں کے سامنے بلند اور سریلی آواز سے قرآن پڑھنا حرام ہے:

وجہ اس کی بھی وہی ہے کہ عورت کی آواز میں پردہ ہے۔ ہاں البتہ عورت اندر پردے میں ہو باہر سے مرد حضرت کوئی مسئلہ پوچھیں تو وہ اس کا جواب دے سکتی ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام دروازے کے باہر سے مسائل پوچھا کرتے تھے آپ ان کا جواب دیا کرتی تھیں۔

رسالہ رضائے مصطفیٰ میں مولانا ابوداؤد محمد صادق مدظلہ العالی نے اس کا بہت خوب بھرپور انداز میں رد کیا اس کا عنوان قائم کیا تھا ”مقابلہ حسن قرأت زنان یا مقابلہ حسن زنان“ حقیقت یہی ہے کہ شریعت کے سنہری اصولوں سے انحراف ایمان کیلئے خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بے دینی پھیلانے سے محفوظ رکھے۔

عورت کو نبی کی ماں، بہن، زوجہ اور بیٹی ہونے کا شرف تو حاصل ہوا لیکن خود کوئی عورت بھی نبی نہیں بن سکی، رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”وَكُوْا جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لِّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا“ (۱) اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے، یہ ان کافروں کو جواب دیا گیا جو کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) تو ہمارے جیسے بشر ہیں، یہ کیسے نبی بن گئے، اللہ تعالیٰ نے اگر نبی بنانا ہوتا تو فرشتے کو نبی بناتا، رب تعالیٰ نے ان کو جواب دیا کہ فرشتہ اگر اپنی اصلی شکل میں آتا تمہیں اس سے فیضان حاصل کرنا مشکل ہوتا۔ فرشتہ اگر آتا بھی تو مرد کی شکل میں ہی آتا۔

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

قرآن پاک میں نبی ﷺ کی والدہ مکرمہ کے متعلق بیان ہوا ”وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ“ (۱) ہم نے موسیٰ (ﷺ) کی والدہ کی طرف وحی کی (اس وحی سے مراد الہام والقاء ہے، اس میں جبریل کا واسطہ نہیں۔

❁ ”والتحقيق أنه لا نبوة في النساء“ (۲)

تحقیق یہی ہے کہ عورتوں کو نبوت حاصل نہیں ہوئی۔

اگر عورت جمع معاملات میں مرد کے برابر ہوتی تو ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم پیش انبیاء کرام میں سے کسی ایک عورت کو تو نبوت پر فائز کیا جاتا۔

عورت خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ مبارکہ ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”لا تصوم امرأة الا باذن زوجها“ کوئی عورت خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے “اس روزہ سے مراد نفلی روزہ ہے، فرض روزہ میں مرد سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، بلکہ مرد روکے تو پھر بھی روزہ رکھے۔

دوسری روایت میں واضح طور پر مذکور ہے حضرت ہمام بن منبہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

”لا تصوم امرأة ويعلمها شاهد الا باذنه غير رمضان ولا تأذن في بيته وهو شاهد الا باذنه“ (۳)

کوئی عورت خاوند کے موجود ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے سوائے رمضان کے، اور کسی آدمی کو خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے۔

اس روایت میں یہ وضاحت کر دی گئی کہ عورت رمضان شریف کا روزہ خود بخود رکھے خاوند سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، ہاں البتہ نفلی روزے خاوند کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔

(۱) سورۃ قصص پارہ ۲۰ آیت نمبر ۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) نیز اس شرح عقائد علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ ص ۳۵

(۳) سنن ابوداؤد باب المرأة تصوم بغیر اذن زوجها ص ۳۵۵ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

عورت کے حج میں پردے کا لحاظ:

احرام میں مرد دو چادریں استعمال کرتا ہے لیکن سلعے ہوئے کپڑے یعنی شلوار قمیص مرد اپنے سر کو ننگا رکھتا ہے لیکن عورت کو سر ڈھانپنا پڑتا ہے۔ مرد اپنے پہلے طواف پہلے تین چکروں میں رمل کرتا ہے یعنی کندھوں کو پہلوانوں کی طرح ہلا کر چلتا ہے تیز تیز اکڑ کر چلتا ہے لیکن عورت آرام آرام سے پروقار طریقہ سے چلے، صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں نشیبی جگہ (جس کو آجکل سبزیوں سے نمایاں کیا گیا ہے) میں مرد دوڑ کر چلے لیکن عورت آرام سے چلے۔

خیال رہے اگرچہ یہ سنت ایک عورت یعنی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی ہے لیکن جب حضرت ہاجرہ وہاں دوڑی تھیں اس وقت وہاں انسان تو کیا کوئی جانور اور پرندہ تک نہیں تھا، جانور وہاں ہوتے ہیں جہاں پانی ہو، اس لئے اس وقت آپ کا وہاں دوڑنا درست تھا لیکن اب عورت کا دوڑنا درست نہیں کیونکہ وہاں مردوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ مرد کو تلبیہ بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے، عورت کو آہستہ آواز سے مزدلفہ سے منی کی طرف آنے کیلئے مرد طلوع سورج سے پہلے لیکن خوب روشنی میں چلیں، عورتوں کو ہجوم سے بچنے کیلئے پہلے ہی اندھیرے میں بھیجا جاسکتا ہے کہ وہ صبح کی نماز منی میں ادا کر لیں مرد حضرات دس ذی الحج کو منی میں حمرات کو کنکریاں زوال شمس (سورج ڈھلنے) سے پہلے ماریں لیکن عورتیں ہجوم سے بچنے کیلئے سورج ڈھلنے کے بعد ماریں تو ان کیلئے اس طرح استحبابی ثواب ہوگا جو مردوں کو سورج کے ڈھلنے سے پہلے حاصل ہوتا ہے۔

عورت حج میں قصر کرائے حلق نہ کرائے:

دس ذی الحج کو دم قربانی ہدی کے بعد مرد کیلئے افضل یہ ہے کہ وہ اپنے سر کے بال استرے سے منڈاتے اور اگر قصر کرائے یعنی اپنے سر کے بال انگلی کے پورے کے برابر چھوٹے کرائے تو پھر بھی جائز ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حج میں حلق یعنی سر منڈانے کو پسند فرمایا اور دعاء فرمائی:

اللهم ارحم المحلقين قالو والمقصرين يا رسول الله قال اللهم ارحم المحلقين

قالوا والمقتصرين يا رسول الله قال والمقتصرين“ (۱)

اے اللہ! خلق کرانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قصر کرانے والوں پر، تو آپ نے چوتھی مرتبہ دعاء میں قصر کرانے والوں کو بھی شامل کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ آپ کو خلق پسند تھا لیکن عورت حج میں بال نہ منڈائے بلکہ صرف انگلیوں کے پورے کی مقدار چھوٹے کرائے“

﴿ولا تحلق ولكن تقصر﴾ لما روى ان النبي ﷺ: “نهى النساء عن الحلق وأمر

بالتقصير ولأن حلق الشعر في حقها مثله كحلق اللحية في حق الرجل“ (۲)

عورت بال منڈائے نہیں بلکہ چھوٹے کرائے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو بال منڈانے سے منع فرمایا اور چھوٹے کرنے کا حکم دیا، عورتوں کا بال منڈانا مثلاً بنا ہے یعنی شکل کو بگاڑنا لازم آتا ہے جو جائز نہیں، جیسے مرد کا داڑھی منڈانا اپنی شکل بگاڑنا ہے یہ ناجائز ہے کہ انسان اپنی وہ شکل بنائے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ناپسند ہو۔

مرد اور عورت کا چند وجوہ سے فرق بطور خلاصہ:

- (۱) مرد ہمیشہ نماز ادا کر سکتا ہے لیکن عورت زمانہ حیض و نفاس میں نماز ادا نہیں کر سکتی۔
- (۲) مرد پر جہاد فرض ہے عورت پر سوائے سخت ضرورت کے فرض نہیں۔
- (۳) مرد میراث دگنے حصہ کا حقدار عورت مرد سے نصف کی حقدار۔
- (۴) مرد چار بیویاں رکھ سکتا ہے، عورت بیک وقت ایک سے زائد خاوند نہیں بنا سکتی۔
- (۵) دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔
- (۶) بعض مقدمات میں عورت کی گواہی بالکل قبول نہیں جیسے شرعی سزاؤں یعنی حدود، رجم وغیرہ میں عورت کی گواہی معتبر نہیں۔
- (۷) مرد اکیلا سفر حج کر سکتا ہے، عورت بغیر محرم کے نہیں کر سکتی۔
- (۸) نبوت، امامت، سلطنت، مرد کے ساتھ ہی خاص ہیں یہ منصب عورت کو حاصل نہیں۔

(۱) صحیح بخاری و صحیح مسلم بحوالہ جواہر السنایہ حاشیہ علی الہدایہ مکتبہ امام احمد رضا

(۲) الہدایہ از ابو الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۲۰۵ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

- (۹) مرد کے ذمہ عورت کا سارا خرچ ہے، عورت کے ذمہ مرد کا خرچ نہیں۔
 (۱۰) مرد کی اجازت کے بغیر عورت گھر سے باہر نہیں جاسکتی مرد پر یہ پابندی نہیں۔
 (۱۱) مرد پر مہر لازم ہے، عورت پر نہیں۔ مرد کو طلاق دینے کا حق ہے، عورت کو نہیں۔

یہ تمام مندرجہ بالا وجوہ مرد کی شرعی فضیلت پر دلالت کر رہی ہیں، اور تمام وجوہ سے مرد اور عورت کا عبادات وغیرہ میں فرق بھی سمجھ آ رہا ہے۔ مرد کو عورت پر تکنوینی فضیلت بھی حاصل ہے جو مرد اور عورت میں فرق واضح کر رہی ہے، عورت کی پیدائش مرد سے ہوئی نہ کہ مرد کی عورت سے، چنانچہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہوئی نہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش حضرت حواء سے ہوئی نیز قدرتی طور پر عورت کو ایسے عوارض درپیش رہتے ہیں جن سے وہ انتظامی کام، بخوبی سرانجام نہیں دے سکتی۔ چنانچہ حیض و نفاس میں اس کی جسمانی حالت درست نہیں رہتی عورت فطرتی طور پر کمزور پیدا کی گئی، نسوانی آواز کے مقابلہ میں کمزور ہے اور جسمانی طور پر بھی عورت کو وہ طاقت حاصل نہیں جو مرد کو حاصل ہے، زیادہ تفصیل راقم کی کتاب ”اسلام میں عورت کا مقام“ میں دیکھئے۔

موجودہ غیر مقلدین کا اپنے علماء کے اقوال سے انحراف کیوں؟

غیر مقلدین کے عالم وحید الزمان حیدر آبادی اپنی کتاب لغات الحدیث میں فرماتے ہیں:
 ﴿اذا صلت المرأة فلتحتفز اذا جلست واذا سجدت ولا تخوی کما یخوی الرجل﴾ (۱)
 جب عورت نماز ادا کرے بیٹھتے ہوئے (جلسہ وقعدہ میں) سمٹ کر رہے، اور جب سجدہ کرے تو مرد کی طرح اعضاء کو ایک دوسرے سے ہٹا کر نہ رکھے۔
 اور علامہ وحید الزمان حیدر آبادی ہی اپنی کتاب ”نزل الابرار من فقہ النبی المختار“ میں فرماتے ہیں۔

﴿الان المرأة ترفع یديها عند التحريم الى ثدييها ولا تخوی في السجود كالرجل بل تنحف وتلصق وتضم بطنها بفخذيها﴾ (۲)

(۱) لغات الحدیث از علامہ وحید الزمان حیدر آبادی جلد اول کتاب ص ۹۸

(۲) نزل الابرار من فقہ النبی المختار از علامہ وحید الزمان حیدر آبادی جلد اول ص ۸۵

مگر یہ کہ بیشک عورت اپنے ہاتھوں کو تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے پستانوں (چھاتی) کے برابر اٹھائے اور سجدہ میں مرد کی طرح اپنے اعضاء کو ایک دوسرے سے اٹھا کر جدا جدا نہ رکھے بلکہ سجدہ پست ہو کر کرے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر (چمٹا کر) رکھے۔

غیر مقلدین کے عالم عبد الجبار بن عبد اللہ غزنوی نے بھی اپنے فتاویٰ میں مرد اور عورت کی نماز میں فرق والی حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

”اور اسی پر تعامل اہل سنت و مذاہب اربعہ وغیرہ چلا آیا ہے۔ اور یہ فرمایا کہ ”غرض یہ کہ عورتوں کا انضمام (اعضاء کو ملانا) اور انخفاض (پست ہو کر سمٹ کر) نماز ادا کرنا) احادیث و تعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیرہم سے ثابت ہے اور اس کا منکر کتب احادیث سے اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔ {واللہ اعلم حررہ عبد الجبار غنی عنہ} (۱)

موجودہ غیر مقلدین کا یہ دعویٰ کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں، یہ ان کے اپنے علماء کے فتاویٰ کے مطابق ان کی جہالت پر دلالت کر رہا ہے کہ ”وہ کتب احادیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہیں“

﴿مذاہب اربعہ کو دیکھتے چلے جائیں﴾

مذہب حنفی:

﴿والمراة تحفض وتلذق بطنها بغضن يها لانه أستر لها فانها عورة مستورة﴾ (۲)
عورت پست ہو کر اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر سجدہ کرے کیونکہ اس میں اس کا پردہ ہے اس لئے کہ عورت پردے والی چیز ہے۔

اس کے بعد انہوں نے بطور دلیل مرا سیل ابی داؤد سے حدیث نقل کی، جس کا ذکر راقم نے پہلے کر دیا ہے۔ لوٹانے کی ضرورت نہیں، پچھلے اوراق میں دیکھا جائے۔ البحر الرائق اور تبیین الحقائق للریلعی میں مرد اور عورت کی نماز میں دس وجہ سے فرق بیان کیا گیا ہے۔

(۱) فتاویٰ غزنویہ از علامہ عبد الجبار غنی عنہ ص ۲۷-۲۸

(۱) فتاویٰ علماء اہل حدیث جلد ۳ ص ۱۳۹

(۲) البحر الرائق بحوالہ کشف الحقائق حاشیہ کنز الدقائق از علامہ بھتر الوی مدظلہ العالی ضیاء العلوم پبلی کیشنز

ترفع یديها الى منكبيها وتضع يمينها على شمالها تحت ثدييها ولا تجأ في بطنها عن فخذيها وتبلغ رؤوس أصابعها ركبتها، ولا تفتح ابطنها في السجود وتجلس متوركة في التشهد، ولا تفرج أصابعها في الركوع، ولا تؤم الرجال وتكره جماعتهم ويقوم الامام وسطهم“ (۱)

(۱) عورت اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھائے۔

(۲) اور عورت اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر پستانوں کے نیچے (چھاتی) پر رکھے۔

(۳) عورت اپنے پیٹ کو اپنے رانوں سے دور نہ رکھے۔

(۴) اور عورت اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر رکھے کہ یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کے سرے اس کے گھٹنوں تک پہنچیں۔

(۵) اور عورت سجدے میں اپنے بغلوں کو کھولے نہیں (یعنی اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے دور نہ رکھے)

(۶) اور تشہد میں عورت اپنے پاؤں کو ایک طرف نکال کر بیٹھے۔

(۷) اور عورت رکوع میں انگلیوں کو نہ کھولے۔

(۸) اور عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی۔

(۹) عورت کا عورتوں کی امامت کرنا بھی مکروہ ہے۔

(۱۰) اور عورت اگر عورتوں کی امامت کرائے تو صف کے درمیان کھڑی ہو (آگے نہ کھڑی

ہو) بلکہ گیارہویں وجہ فرق بختمی میں بیان کی گئی ”الها لا تنصب اصابع القدمين“ کہ عورت سجدہ میں اپنے قدم کھڑے نہ رکھے۔

مالکی مذہب:

”وأما المرأة فتكون منضمة في سجودها وجلوسها وأمرها كله“ (۲)

لیکن عورت اپنے سجدہ اور بیٹھنے (جلسہ اور قعدہ) میں اعضاء کو ملا کر رکھے اور سمٹ کر

(۱) البحر الرائق بحوالہ جواہر السانیہ از علامہ محترم الوہی مدظلہ ص ۱۳۰ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی

(۲) التاج والا کلیل لمختصر خلیل ج ۲ فصل فی فرائض الصلوٰۃ

رہے، نماز میں تمام کاموں میں پست ہو کر رہے۔

شافعی مذہب:

❁ وأحب للمرأة في السجود ان تضم بعضها الى بعض وتلصق بطنها فخذيتها وتسجد كأستر ما يكون لها وهكذا أحب لها في الركوع الجلوس وجميع الصلوة ان تكون فيها كأستر ما يكون لها“ (۱)

سجدہ میں عورت کیلئے پسندیدہ عمل یہی ہے کہ وہ بعض اعضاء کو بعض سے ملا کر رکھے اور پیٹ کو رانوں سے ملائے۔ اور سجدہ کرتے ہوئے پردے کا لحاظ کرے، اور اسی طرح رکوع اور جلسہ اور تمام نماز میں پردے کا لحاظ کرے۔

حنبلی مذہب:

❁ الا ان المرأة تجمع نفسها في الركوع والسجود وتجلس متربعة أو تسدل رجلها فتجعلها في جانب يمينها“ (۲)

مگر بات یہی ہے کہ بیشک عورت رکوع اور سجود میں اپنے آپ کو ملا کر رکھے، یعنی اعضاء کو اعضاء سے ملائے، اور چوڑی مار کر بیٹھے، یا پاؤں کو ایک طرف نکال لے اور اپنی دائیں جانب کر لے۔

تھوڑا آگے چل کر ابن قدامہ رحمہ اللہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

❁ ”قال على كرم الله وجهه اذا صلت المرأة فلتحتفر ولتضم فخذيتها“ (۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جب عورت نماز ادا کرے تو سمٹ کر رہے اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھے۔

میرے خفی بھائیو:

میرا مقصد نہ کسی سے مناظرہ ہوتا ہے اور نہ ہی یہ مقصد ہوتا ہے کہ غیر مقلدین میری بات

(۱) کتاب الأم از امام شافعی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۱۵ الباب التجانی فی السجود

(۲) المغنی ابن القدامة باب صفة الصلوة

(۳) ایضاً

مان جائیں گے، جو بات انہیں پسند نہ آئے وہ تو اپنے علماء کی بھی نہیں مانتے۔ میرا مقصد تو صرف یہ ہوتا ہے کہ حنفی حضرات غیر مقلدین کے جال میں نہ پھنسیں۔

غیر مقلدین کا ورغلانے کا طریقہ:

جب ان سے بات کریں تو وہ جب پھنستے ہوئے نظر آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو صرف صحاح ستہ کی حدیثوں کو مانتے ہیں، جب صحاح اربعہ میں بھی پھنستے ہیں تو کہتے ہیں کہ صرف بخاری اور مسلم سے حدیث نکال کر دو، جب مسلم کی کسی حدیث میں پھنستے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف بخاری کی حدیث مانتے ہیں، یہ سب ان کے باطل ہتھکنڈے ہیں مقدمہ مشکوٰۃ میں دیکھئے۔

❁ ”الاحادیث الصحیحة لم تنحصر فی صحیح البخاری ومسلم ولم یستوعب الصحاح

کلھا بل هما ینحصران فی الصحاح والصحاح التی عندہما وعلی شرطہما ایضاً لم

یورداہما فی کتابیہما ففضلاً عما عند غیرہما“ (۱)

صحیح احادیث صحیح بخاری اور مسلم میں منحصر (بند) نہیں، اور نہ ہی یہ دونوں کتابیں تمام صحیح احادیث کو اپنے اندر شامل کئے ہوئے ہیں جو احادیث بخاری اور مسلم کے نزدیک صحیح ہیں یا ان کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں وہ بھی تمام ان کتب میں نہیں، چہ جائیکہ جو احادیث ان دونوں کے بغیر محدثین کے نزدیک صحیح ہیں وہ ان میں ہوں۔

بخاری رحمہ اللہ خود کہتے ہیں:

❁ قال البخاری ما اوردت فی کتابی هذا الا ما صح ولقد ترکت کثیرا من الصحاح

بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے اس کتاب میں نہیں ذکر کیا مگر صحیح، لیکن میں نے بہت ہی صحیح احادیث کو ذکر نہیں کیا۔

❁ ”ونقل عن البخاری انه قال حفظت من الصحاح مائة الف حدیث“

بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں۔

(۱) مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۷ مطبوعہ راج۔ ایم سعید کراچی

(۲) ایضاً

(۳) ایضاً

بخاری میں حدیثوں کی تعداد:

❁ ومبلغ ما أورد في هذا الكتاب مع التكرار سبعة آلاف ومائتان وخمسة وسبعون

حدیثاً وبعد حذف التكرار أربعة آلاف (۱)

بخاری شریف میں کل سات ہزار دو سو پچتر حدیثیں ہیں۔ اور اگر تکرار کو حذف کریں تو چار ہزار حدیثیں ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

❁ وقال مسلم الذي أوردت في هذا الكتاب من الأحاديث صحيح ولا أقول ان ما

تركت ضعيف (۲)

مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے اس کتاب میں جو حدیثیں ذکر کی ہیں وہ صحیح ہیں، لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ جن حدیثوں میں نے چھوڑا ہے وہ ضعیف ہیں۔

تنبیہ: اگرچہ بخاری و مسلم کا اپنا دعویٰ تو ہے کہ ہم نے صرف صحاح احادیث ذکر کی ہیں لیکن شرح نخبة الفکر اور اس کے حاشیہ میں ہے کہ ان میں بھی حسان اور ضعاف پائی گئی ہیں۔

مستدرک حاکم کی وجہ تسمیہ:

❁ "المستدرک! معنی ان ما تركه البخاري ومسلم من الصحاح اورده في هذا

الكتاب وتلافى واستدرك" (۳)

حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری رحمہ اللہ نے احادیث کو جمع کیا کتاب کا نام "المستدرک" رکھا اس کی وجہ یہی ہے کہ بخاری و مسلم جو صحیح احادیث نہیں ذکر کیں ان کو ذکر کر کے "تلافی" مافات، "کردی، یعنی رہ جانے والی احادیث کو ذکر کر دیا۔

بخاری و مسلم میں صحیح احادیث کو بند کرنے میں خرابی:

❁ وقال ان البخاري ومسلم لم يحكما بانه ليس احاديث صحيحة غير ما خرجه في

(۱) مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۸ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی

(۲) مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۷ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی

(۳) ایضاً

هذين الكتابين وقال قد حدث في عصرنا هذا فرقة من المبتدعة اطالوا سنتهم بالظعن على أئمة الدين بان مجموع ماصح عند كم من الاحاديث لم يبلغ زهاء عشرة آلاف: (۱)

بخاری یا مسلم نے یہ کوئی فیصلہ نہیں کیا کہ انہوں نے ان دو کتابوں میں جو حدیثیں ذکر نہیں کیں وہ ضعیف ہیں علامہ نیشاپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمارے زمانہ میں ایک بدعتی فرقہ پیدا ہو گیا جو ائمہ دین پر، طعن کی زبانیں بلند کرتا ہے کہ تمہارے پاس تو صرف صحیح حدیثیں دس ہزار کی مقدار ہیں۔

صحاب ستہ کے نام:

صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ۔

تغلیباً صحاح ستہ کہا گیا ہے:

”وفى هذه الكتب الاربعة اقسام من الاحاديث من الصحاح والحسان والضعاف وتسميتها بالصحاح الست بطريق التغليب“ (۲)

ان چار کتابوں (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) میں احادیث کی قسمیں یعنی صحیح، حسن اور ضعیف پائی جاتی ہیں، اس لئے زیادہ صحیح احادیث کا اعتبار کرتے ہوئے ان کو صحاح ستہ کہا گیا ہے۔ اور تحقیق کی رو سے بخاری اور مسلم میں بھی حسان و ضعاف ہیں اگرچہ بہت کم تعداد میں۔

صحاب ستہ مشہور کیوں ہوئیں:

دینی مدارس کے کورس میں آخری سال دورہ حدیث میں یہی چھ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اس لئے زیادہ مشہور ہو گئیں۔

”وعند البعض المؤطا بدل ابن ماجة وصاحب جامع الأصول اختار المؤطا“ (۳)

(۱) مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۷ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی

(۲) مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۸ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی

(۳) ایضاً

بعض حضرات کے نزدیک صحاح ستہ میں ابن ماجہ کی جگہ مؤطاً امام مالک شامل ہے صاحب جامع الاصول نے بھی مؤطاً کو ہی صحاح ستہ میں شامل کرنے کو پسند کیا ہے لیکن مؤطاً صحاح ستہ میں اسی لئے مشہور نہ ہو سکی کہ یہ دینی مدارس میں آخری سال سے پچھلے سال میں پڑھائی جاتی ہے۔

❁ وقال بعضهم كتاب الدارمي أحرى وأليق بجعله سادس الكتب لأن رجاله اقل ضعفاً ووجوداً لحديث المنكرة والشاذ فيه نادر وله اسانيد عالية وثلاثية اكثر من ثلاثيات البخاري“ (۱)

بعض حضرات نے کہا ہے کہ دارمی کو صحاح ستہ کی چھٹی کتاب کے طور پر شامل کرنا زیادہ مناسب اور زیادہ لائق ہے، کیونکہ اس کے راویوں میں ضعیف بہت ہی کم ہیں اور اس کی سندیں عالی ہیں، کیونکہ تین راوی یکے بعد دیگرے جن احادیث کے راوی ہوں ان کو ثلاثیات کہا جاتا ہے۔ ثلاثیات دارمی میں بخاری سے بھی زیادہ ہیں کہ تین سندوں سے احادیث رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہیں لیکن دارمی کے مشہور نہ ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ دینی مدارس کے کورس میں شامل نہیں۔

صحاح ستہ کی طرح پچاس سے زائد کتب احادیث موجود ہیں:

❁ ولقد أورد السيوطي في كتاب جمع الجوامع من كتب كثيرة يتجاوز خمسين مشتملة على الصحاح والحسان والضعاف“ (۲)

علامہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں کثیر کتب احادیث کا ذکر کیا جو صحیح حسن اور ضعیف احادیث پر مستمل ہیں، یہی اقسام احادیث صحاح ستہ میں بھی شامل ہیں۔

مشہور کتب احادیث جن میں صحیح احادیث زیادہ تعداد میں پائی گئی ہیں:

مستدرک حاکم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن عوانہ، صحیح ابن السکن، صحیح

(۱) مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۸ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی

(۲) مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ص ۹ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی

المنتقى لابن الجارود، یہ تمام کتب صحیح کے نام سے مختص ہیں، ان میں صحیح حدیثیں زیادہ تعداد میں ہیں۔

بعض حضرات نے تو ان پر جرح کی ہے تعصب کے طور پر، ان متعصبین نے تو بعض صحیح حدیثوں کو اور بعض حسن حدیثوں کو ضعیف کہہ دیا ہے بلکہ بعض متعصبین نے تو صحیح یا حسن یا ضعیف کو موضوع کہہ دیا ہے۔ یہی ظلم عظیم ہے۔

ہاں! البتہ بعض نے جرح کی ہے انصاف سے، منصفین نے اگر کسی حدیث کو ضعیف کہا ہو تو اسے ضعیف ہی کہا جائے گا۔ لیکن اس میں بھی ایک منصف نے اگر کسی حدیث کو ضعیف کہا ہو اور دوسرے نے حسن تو بعد میں آنے والے حضرات بھی متقدمین کے طریقہ پر حسن یا ضعیف کہہ سکتے ہیں مقدمہ مشکوٰۃ میں مختصر الفاظ کا یہی مطلب ہے جو راقم نے وضاحت سے ذکر کر دیا ہے وہ الفاظ یہ ہیں:

❦ ”وهذه الكتب كلها مختصة بالصحيح ولكن جماعة انتقدوا عليها تعصبا أو

انصافا وفوق كل ذي علم عليم“ (۱)

اور مشہور کتب احادیث جو صحاح پر مشتمل ہیں:

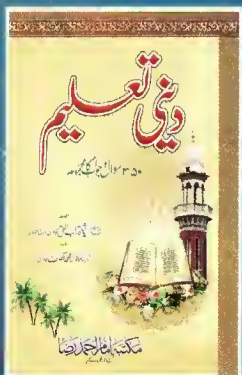
موطا امام مالک، موطا امام محمد، مسند امام شافعی، مسند امام احمد، دارمی، دارقطنی، بیہقی، رزین، اجمل، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، ان میں صحاح، حسان، ضعاف احادیث پائی گئی ہیں۔ پچاس سے زائد کتب احادیث میں جب صحیح حدیثیں ملتی ہیں تو صرف صحاح ستہ کی رٹ لگانا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

عبد الرزاق بہتر الوی، حطاروی

محقق العصر شیخ الحدیث علامہ عبدالرزاق بہتر الویطاروی مدظلہ العالی کی گرانقدر تصانیف

۱	تفسیر نجوم الفرقان ج ۱	۲۶	میزان الصرف (اردو حاشیہ)
۲	تفسیر نجوم الفرقان ج ۲	۲۷	مراح الارواح (اردو حاشیہ)
۳	تفسیر نجوم الفرقان ج ۳	۲۸	نور الایضاح (عربی حاشیہ)
۴	تفسیر نجوم الفرقان ج ۴	۲۹	مختصر القدوری (عربی حاشیہ)
۵	تفسیر نجوم الفرقان ج ۵	۳۰	کنز الدقائق (عربی حاشیہ)
۶	تفسیر نجوم الفرقان ج ۶	۳۱	الہدایہ ج اول (عربی حاشیہ)
۷	تفسیر نجوم الفرقان ج ۷	۳۲	الہدایہ ج دوم (عربی حاشیہ)
۸	تفسیر نجوم الفرقان ج ۸	۳۳	الہدایہ ج سوم (زیر طبع)
۹	تفسیر نجوم الفرقان ج ۹ (زیر طبع)	۳۴	الہدایہ ج چہارم (زیر طبع)
۱۰	تفسیر نجوم الفرقان ج ۱۰ (زیر طبع)	۳۵	تخصیص المفتاح (عربی حاشیہ)
۱۱	تذکرۃ الانبیاء	۳۶	سراجی فی المیراث (عربی حاشیہ)
۱۲	موت کا منظر	۳۷	خلاصہ مناظرہ رشیدہ (اردو)
۱۳	شمع ہدایت	۳۸	خلاصہ حسامی (اردو)
۱۴	تسکین الہمان فی محاسن کنز الایمان	۳۹	خلاصہ سراجی (اردو)
۱۵	نماز حبیب کبریا	۴۰	خلاصہ شرح نخبۃ الفکر (اردو)
۱۶	اسلام میں عورت کا مقام	۴۱	خلاصہ توضیح وکوتح (اردو)
۱۷	سبز عمامہ کی برکتوں سے کذاب جل اشع	۴۲	خلاصہ شرح معانی الآثار (زیر طبع)
۱۸	عصمت انبیاء	۴۳	میلا و مصطفیٰ ﷺ
۱۹	عقیدہ حاضر و ناظر	۴۴	فضائل رمضان
۲۰	اذان کے ساتھ درود شریف مستحب ہے	۴۵	شب برأت سے روکنے کی ناپاک جرات
۲۱	اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے	۴۶	نماز کے بعد ذکر و دعا مستحب ہے
۲۲	ایصال ثواب امر مستحب ہے	۴۷	اذان میں انگوٹھے چومنا مستحب ہے
۲۳	نکرم والدین مصطفیٰ ﷺ	۴۸	شائل ترمذی
۲۴	احکام مساجد	۴۹	تحفہ حفاظ
۲۵	مرد اور عورت کی نماز میں فرق	۵۰	سووی تباہ کاریاں (زیر طبع)

قابل مطالعہ کتابیں



کری وڈرلپس منڈی
CELL: 0321-5098812

مکتبہ امجدیہ